# بچوں کے حقوق

- ✶ گفتگو کرنے اور اپنے خیالات کو ظاہر کرنے کی آزادی کا حق۔
- ✶ جان اور شخصی آزادی کی حفاظت کا حق۔
- ✶ لاپرواہی اور غفلت سے بچنے کا حق۔
- ✶ اپنی تہذیب کو جاننے اور اس کے مطابق زندگی گزارنے کی آزادی کا حق۔
- ✶ ذات پات، مذہب، طبقہ، رنگ کے خیالات سے قطع نظر ہر ایک سے عزت و احترام پانے کا حق۔
- ✶ دماغی جسمانی اور جنسی ایذارسانی سے تحفظ اور احتیاط برتنے کا حق۔
- ✶ بچہ "مزدوری اور خطرناک کام کاج سے چھٹکارا پانے کا حق۔
- ✶ مفت اور لازمی تعلیم حاصل کرنے کا حق۔
- ✶ وجود اور مکمل نشوونما کا حق۔
- ✶ حصہ داری کا حق۔
- ✶ بچپن کی شادی سے حفاظت کا حق۔
- ✶ کھیلنے اور پڑھنے کا حق۔
- ✶ ایسے خاندان و سماجی ماحول میں پرورش پانے کا حق جس میں پیار و محبت و حفاظت ہو۔

## چند اہم ذمہ داریاں

- ✶ اسکول اور عام انتظامات وغیرہ کی حفاظت کرنا
- ✶ اسکول اور تعلیمی سرگرمیوں میں پابندی سے حصہ لینا۔
- ✶ اسکول کے حکام، اساتذہ، والدین اور اپنے ہم جماعتوں کی عزت و احترام کرنا اور انھیں ماننا۔
- ✶ ذات پات، مذہب، طبقہ، رنگ کے خیالات سے قطع نظر دوسروں کی عزت و احترام کرنے اور انھیں ماننے کے لیے تیار ہونا۔

## پتہ

کیرلا سمستھانہ بالاوکاشہ سمرکشنہ کمیشن

'سری گنیش' ٹی سی 2023/14 وان روس جنکشن،

کیرلا یونی ورسٹی (PO)، ترونتاپورم، 0471-2326603

ای-میل : rtecpcr@kerala.gov.in, childrights.cpcr@kerala.gov.in

ویب سائٹ: www.kescpcr.kerala.gov.in

چیلڈ ہیلپ لائن : 1098 کرائم اسٹوپر: 1090 نربھیہ: 18004251400

کیرلا پولیس ہیلپ لائن: 0471-324300/44000/45000

Online R.T.E Monitoring : www.nireekshana.org.in

# نئے الفاظ

| | | |
|---|---|---|
| اڑھی ترچھی | : | بے ترتیب |
| افق | : | وہ جگہ جہاں زمین اور سمندر آپس میں ملتے ہیں |
| بین الاقوامی | : | International، عالمی |
| بیئے | : | Sparrow |
| تہمت | : | الزام لگانا |
| تھام لینا | : | سہارا دینا |
| ٹھٹھرنا | : | روک جانا |
| جھونکا | : | ہوا کی لہر |
| خزاں | : | Autumn |
| دستور | : | قانون |
| روپہلی | : | چاندی جیسی |
| ڈینگ مارنا | : | کسی پر طنزیا مزاح کرنا |
| زرد پتّا | : | پیلا پتّا |
| طیارہ | : | ہوائی جہاز |
| مسافت | : | دوری |
| سمٹا ہوا | : | محدود ہونا |
| قلی | : | سامان اٹھانے والا |
| کشادہ | : | وسیع |
| گلیارے | : | تنگ راستے |
| گندمی رنگ | : | گیہوں کا رنگ |
| لرزنا | : | کانپنا |
| لکیر | : | Line |
| للکارنا | : | زور سے پکارنا |
| مسکن | : | مکان |
| متصل | : | جڑا ہوا |
| نافذ کرنا | : | کسی قانون کو عمل میں لانا، لاگو کرنا |

**سرگرمیاں** جنگل اور بستی میں قانون نہیں ہوتے تو کیا ہوگا؟۔ کلاس گروہ میں چرچہ کرکے نکات پیش کیجیے۔

اگر ہم جنگل سے سفر کریں تو کن کن اُصولوں کو یاد رکھنا چاہیے۔

1. جانوروں کو مت کھلاؤ
2. ..................................
3. ..................................
4. ..................................

جنگلات کی تباہی کی وجوہات اور پر ایک مقالہ تیار کیجیے۔

سنا ہے جب کسی ندی کے پانی میں
بئے کے گھونسلے کا گندمی رنگ لرزتا ہے
تو ندی کی روپہلی مچھلیاں اس کو پڑوسن مان لیتی ہیں
کبھی طوفان آ جائے، کوئی پل ٹوٹ جائے تو
کسی لکڑی کے تختے پر
گلہری، سانپ، بکری اور چیتا ساتھ ہوتے ہیں
سنا ہے جنگلوں کا بھی کوئی دستور ہوتا ہے
خداوندا! جلیل و معتبر! دانا و بینا منصف و اکبر!
مرے اس شہر میں اب جنگلوں ہی کا کوئی قانون نافذ کر!

زہرہ نگاہ

## زہرا نگاہ

زہرہ نگاہ اردو ادب کی ایک معروف اور معتبر شاعرہ ہیں۔ ان کی پیدائش ۱۹۳۶ء میں بدایوں میں ہوئی۔ وہ غزل اور نظم دونوں میں مہارت رکھتی ہیں۔ ان کی شاعری سادہ مگر اثر انگیز ہے جس میں جذبات کی گہرائی پائی جاتی ہے۔ عورت کے احساسات اور سماجی مسائل ان کی شاعری کے اہم موضوعات ہیں۔ اردو شاعری میں زہرہ نگاہ کو ایک باوقار اور منفرد مقام حاصل ہے۔

سبق: ۱۶

# جنگلوں کا بھی ایک دستور ہے

سنا ہے جنگلوں کا بھی کوئی دستور ہوتا ہے
سنا ہے شیر کا جب پیٹ بھر جائے تو وہ حملہ نہیں کرتا
درختوں کی گھنی چھاؤں میں جا کر لیٹ جاتا ہے
ہوا کے تیز جھونکے جب درختوں کو ہلاتے ہیں
تو مینا اپنے بچے چھوڑ کر
کوے کے انڈوں کو پروں سے تھام لیتی ہے
سنا ہے گھونسلے سے کوئی بچہ گر پڑے تو سارا جنگل جاگ جاتا ہے

س

# مجتبیٰ حسین

نام مجتبیٰ حسین پیدائش ۱۵ جولائی ۱۹۳۶ء، چینچولی، گلبرگہ۔ ابتدائی تعلیم گلبرگہ اور حیدرآباد میں ہوئی۔ روزنامہ 'سیاست' میں مزاحیہ کالم، شیشہ وریشہ، سے ادبی زندگی کا آغاز کیا۔ پھر نثر کی مختلف اصناف میں لکھتے رہے۔ ان کے مزاحیہ مضامین ، خاکوں اور سفر ناموں کے کئی مجموعے چھپ چکے ہیں۔ تکلف برطرف، قطع کلام، آدمی نامہ، سو ہے وہ بھی آدمی، جاپان چلو جاپان چلو، وغیرہ چند مشہور کتابیں ہیں۔ انہیں پدم شری اور جیسے مشہور اعزازات کے علاوہ کئی اعزازات وانعامات سے نوازا گیا۔ حال ہی میں گلبرگہ یونیورسٹی نے انہیں اعزازی ڈاکٹریٹ عطا کی ہے۔

## تشبیہ

ہانگ کانگ کیا ہے؟۔ بس ایک جزیرہ سا ہے۔
اس جملے میں ہانگ کانگ کو جزیرہ سے مثال دیا ہے۔ اسے تشبیہ کہتے ہیں۔
جب کسی ایک شے کی کسی اچھی یا بُری خصوصیت کو کسی دوسری شے کی اچھی یا بری خصوصیت کے معنی قرار دیا جائے تو اسے تشبیہ کہتے ہیں۔

## سرگرمیاں

- آپ کے ایک فیملی فرینڈ اور اس کے ہندو دوست کشمیر سے آتے ہیں۔ اور وہ آپ کے علاقے کے کچھ تفریحی مقامات کی سیر کرنا چاہتے ہیں۔ ایک بروشر (Brochure) تیار کرکےان کو بھیج دیجیے۔
- سفر کے دوران کئی جگہوں کو آپ نے دیکھا ہوگا۔ آپ بھی اسی طرح کی کسی پسندیدہ جگہ کا بلاگ تیار کیجیے۔
- اپنے پسندیدہ ایک سفر نامہ کی تحسینی نوٹ تیار کیجیے۔

تھک چکے تھے۔ جب ہم اپنے کمرے کی طرف جانے لگے تو مس پیر نیا انگریزی آداب کے مطابق ہم سے کہا "آج رات کوئی اچھا سا خواب دیکھیے ۔" ہم نے کہا مس پر ینیا کیا کریں کمرہ اتنا چھوٹا ہے کہ اس میں کسی خواب کے داخل ہونے کی گنجائش ہی نہیں ہے۔

مس "پرینیا" نے ایک زور دار قہقہہ لگایا اور اپنے کمرے میں چلی گئیں۔

## سفر نامہ

سفر نامہ اردو ادب کی ایک اہم صنف ہے۔ ہر سفر خود ایک تجربہ ہوتا ہے۔ اگر کسی شخص میں اس تجربہ کو بیان کرنے کی صلاحیت ہو تو ایک دلچسپ سفر نامہ تیار ہو سکتا ہے۔ سفر نامے ہمارے لیے اس دنیا کے مختلف علاقوں سے تعارف کا ذریعہ بنتے ہیں اور ہماری عام معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔ سفر نامہ کے مطالعہ سے ہمیں اجنبی دیاروں، ملکوں، تہذیبوں اور جغرافیوں کے حالت سے آگاہی ملتی ہے۔ اردو کے سفر نامہ نگاروں میں سر سید احمد خان، محمد حسین آزاد، شبلی نعمانی، جوشؔ ملیح آبادی وغیرہ بہت مشہور ہیں۔ عجائب فرہنگ، مسافرانِ لندن، سیرِ ایران، سفر نامہ روم و مصر و شام ، سفر نامہ بغداد وغیرہ مقبولِ عام سفر نامے ہیں۔ 'دہلی سے ٹوکیو تک' مشہور سفر نامہ نگار مجتبیٰ حسین کے سفر نامہ "جاپان چلو جاپان چلو" سے ماخوذ ہے۔

ہم دس بجے اپنے کمرے میں پہنچے۔ کچھ دیر ٹیلی وژن سے دل بہلاتے رہے۔ تاہم آدھے گھنٹے سے زیادہ جی نہیں بہلا سکتے کیونکہ سارے پروگرام جاپانی میں ہو رہے تھے۔ ہم نے سوچا کہ ساری زندگی رات دیر گئے لوٹنے میں گزاردی ہے تو ٹوکیو میں اس شریفانہ وضعداری سے کیوں انحراف کیا جائیں۔ اس خیال کے آتے ہی ہم اپنے کمرے سے باہر نکلے تو دیکھا کہ مِس پرینیا اپنے کمرے کے باہر کھڑی ہیں۔ پوچھا خیریت تو ہے؟ بولیں! تھائی لینڈ میں اس وقت آٹھ بجے ہوں گے اور مجھے اتنی جلدی سونے کی عادت نہیں ہے۔ بس بور ہوئی جارہی ہوں۔

الگ الگ دیس میں الگ الگ ٹائم زون (Time Zone) ہوتی ہے۔

ہم نے کہا ”آپ کے ہاں تو ۸ بجے ہوں گے، ہمارے ہاں ابھی 7 ہی بج رہے ہیں ۔ یوں بھی شب بیدار قسم کے آدمی ہیں ۔ لہٰذا ٹوکیو کی سڑکیں ناپنے باہر جارہے ہیں۔“

بولیں! ”آپ اجازت دیں تو میں بھی آپ کے ساتھ چلتی ہوں ۔“ ہم دونوں ہوٹل سے باہر آئے۔ طے کیا کہ سڑکوں کی نشانیاں ذہن میں محفوظ کر کے چلتے ہیں تاکہ واپسی میں آسانی ہو۔

ٹوکیو اس اعتبار سے خاص ایشیائی نظر آیا کہ یہ ساری رات جاگتا ہے۔ تقریباً ساری رات ہوٹلیں کھلی رہتی ہیں۔ سڑکوں پر ٹریفک برابر جاری رہتی ہے ۔ ہم بڑی دیر تک ٹوکیو کی سڑکوں پر گھومتے رہے ۔ دو گھنٹوں بعد واپس ہوئے تو ہم سچ مچ

کئی منزلہ ہے ۔ ہمیں اس کی چوتھی منزل میں ایک کمرہ ملا۔ نام چونکہ گرین ہوٹل ہے، اس لیے بڑا سر سبز و شاداب ہوٹل ہے۔ یہاں کی ہر چیز ہری ہے۔ کچھ دن کے بعد ہمیں اپنا رنگ بھی طوطے کی طرح ہرا نظر آنے لگا۔ ٹوکیو کے بارے میں ہی کیا بلکہ سارے جاپان کے بارے میں یہ عرض کر دیں کہ جاپان کے ۸۰ فیصد علاقے پر پہاڑ پھیلے ہوئے ہیں ۔ ۲۰ فیصد علاقہ میدانی ہے جس پر سارے جاپانی مل کر رہتے ہیں۔ حالانکہ آبادی اور علاقہ کے لحاظ سے یہ دنیا کا سب سے بڑا شہر ہے۔

ہم ۱۳ گھنٹوں کے ہوائی سفر کے بعد ٹوکیو پہنچے تھے اور یہ ہماری خوش نصیبی تھی کہ مسز آسانو ہمارے استقبال کے لئے آئی تھیں ۔ ہوٹل میں ہمارا سامان رکھوانے کے بعد بولیں ”آج رات کا کھانا آپ ہمارے ساتھ کھائیں گے۔“ پھر کہا ”آج رات آپ کو جاپانی ریستوراں میں نہیں ایک چینی ریستوراں میں لے جاؤں گی۔“

’مسز آسانو‘ نے اس رات دنیا جہاں کی باتیں کیں۔ کئی ہندوستانی دوستوں کا ذکر کیا۔ کھانے کا بل آیا تو ہم نے دیکھا کہ ’مسز آسانو‘ نے بڑی آسانی کے ساتھ ہنستے کھیلتے چار ہزار ’ین‘ کی رقم ادا کر دی اور ہمیں آٹے دال کے بھاؤ سے آگاہ کر دیا۔ ہم ڈنر کھا کر ہوٹل واپس ہوئے تو دس بج رہے تھے۔ اس وقت ہماری ملاقات تھائی لینڈ کی نمائندہ ’مس پرینیا‘ سے ہوئی۔

مختلف ممالک میں مختلف کرنسی استعمال کرتے ہیں۔ دیے گئے کالم پورا کیجیے۔

| ملک | امریکہ | ............ | ............ | ............ | ............ | ............ |
|---|---|---|---|---|---|---|
| کرنسی | ............ | دینار | ............ | ............ | ............ | ............ |

ہانگ کانگ ہوائی اڈہ کے بارے میں ایک بات اور عرض کر دیں کہ یہ بالکل سمندر سے متصل ہے۔ لہٰذا جب طیارہ ہوائی اڈہ پر اترنے لگتا ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے طیارہ ہوائی اڈہ پر نہیں اتر رہا ہے، بلکہ سمندر میں گر رہا ہے۔ ہمیں بھی اس منظر سے بڑی پریشانی ہوئی تھی۔ ہانگ کانگ میں ڈھائی گھنٹہ ٹھہرنے کے بعد ہمارا طیارہ 'ٹوکیو' کی طرف روانہ ہوا۔ تین گھنٹوں کی مسافت کے بعد ہم 'ٹوکیو' کے بین الاقوامی ہوائی اڈہ 'نریتا' پر تھے۔ ہم نے سو چا طیارہ پر سیڑھی لگ جائے تو ہم بھی نیچے اتریں گے۔ مگر پتہ چلا کہ یہاں طیاروں کو سیڑھی لگانے کا رواج نہیں ہے۔ طیارہ خود ایک ایسے گلیارے سے جالگتا ہے، جہاں سے آپ بخود چلنے سے خود ہوئے راستے پر کھڑے ہو کر کہیں بھی جاسکتے ہیں۔یہاں آپ کو قلی نہیں ملے گا۔ اپنا سامان آپ اٹھائیے اور خود کار راستہ پر اسے رکھ کر کھڑے ہو جائیے۔ راستے بھی چلے گا، آپ بھی چلیں گے اور سامان بھی چلے گا۔

ہم اس وقت دنیا کے سب سے بڑے شہر میں ہیں۔ مہنگائی کا یہ عالم ہے کہ اس شہر میں ہمیں اپنے سوا کوئی اور سستی چیز نظر نہیں آتی ۔ ٹوکیو کے نریتاً ایر پورٹ پر جب ہم اُترے تھے، تو تب ہی ہماری آنکھیں کھل گئی تھیں ۔ جب ہم ایشائی ثقافتی مرکز کے بک ڈویژن کی سربراہ 'مسز آسانو' کے ساتھ ٹوکیو گرین ہوٹل کی طرف روانہ ہوئے تو ہماری آنکھیں مزید کھلتی چلی گئیں ۔ صاف و شفاف اور کشادہ سڑکیں روشنی میں اس طرح نہا رہی تھیں کہ اگر سوئی بھی سڑک پر گری ہو تو صاف نظر آ جائے ۔

سجے سجائے بازاروں پر حیرت کی نظر ڈالتے ہوئے ہم ٹو کیو گرین ہوٹل پہنچے۔ مسز آسانوٗ نے ہمیں یہ خوش خبری بھی سنائی کہ شہنشاہ جاپان کے محل بھی پڑوس ہی میں واقع ہے ۔ ہم نے ان کا شکر یہ ادا کیا۔ زندگی بھر ہمیں ایک اچھے پڑوسی کی تلاش رہی ہے، جو کبھی میسر نہ آسکا۔ شہنشاہ جاپان کے پڑوسی بن کر کچھ دن آرام سے گزار لیں گے ۔ ہوٹل کی عمارت

ہانگ کانگ ملک کیا ہے؟۔ بس ایک جزیرہ سا ہے۔ اسے سمٹا ہوا دل عاشق کہہ لیجیے۔ جب ہمارا طیارہ نیچے اترنے لگا تو پورا جزیرہ ہماری نظروں کے سامنے تھا، گویا وہ فلک بوس عمارتوں کو اپنی ہتھیلی میں سجائے ہوئے سمندر کی لہروں سے کھیلتا ہو۔یہاں برسوں انگریزوں کی حکمرانی رہی ہے اور اب بھی ایک اعتبار سے باقی ہے ۔ باشندے زیادہ تر چینی ہیں ۔ چینی زبان بولتے ہیں اور انگریزی پر بھی ہاتھ صاف کرتے ہیں ۔یہاں سے چین کی سرحد بھی دکھائی دیتی ہے جو بڑا کاروباری مرکز ہے ۔ ہانگ کانگ کی رونق وہاں کے باشندوں سے نہیں بلکہ ان سیاحوں سے ہے جو آتے ہوئے اپنی جیبوں میں دولت اور دلوں میں ارمان بھر کر لے آتے ہیں۔

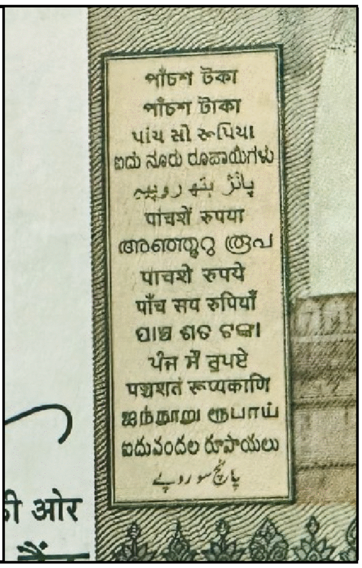


| ریاست | بولی |
|---|---|
| آسام | آسامی |
| بنگال | بنگالی |
| ................... | ................... |
| ................... | ................... |
| ................... | ................... |

آج کل ٹیکنالوجی کے ذریعے کسی بھی زبان کا ترجمہ بہت آسانی سے ہو جاتا ہے۔ آپ کن کن ذرائع استعمال کر سکتے ہیں؟۔

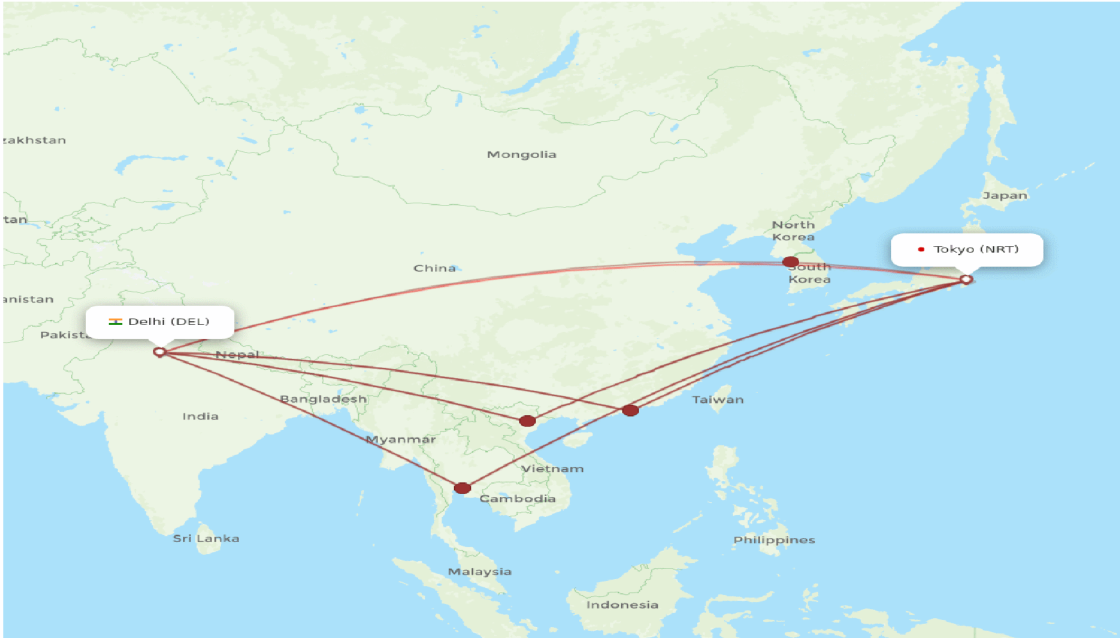


✍ حارث اپنے دوست ریاض کو ملنے کے لیے لندن جا رہا ہے۔ حارث کا یومیہ سفرنامہ نیچے دیا گیا ہے۔ فرض کیجیے کہ آپ اگلے مہینے کسی سیر پر جانے کے لیے سوچ رہے ہیں ۔ اپنا یومیہ سفرنامہ تیار کیجیے۔

## یومیہ سفر نامہ

| اشارے برائے سفرنامہ |
| --- |
| روانگی: کالی کٹ ہوائی اڈہ<br>ایمریٹ فلائٹ (ہوائی جہاز)<br>تاریخ :<br>قیام :<br>کل وقت :<br>آمد :<br>دیکھے ہوئے مناظر :<br>سفر کا مقصد : |

سبق: ۱۵

# دہلی سے ٹوکیو تک

جاپان ایک ایسا ملک ہے جو اپنی تباہی کے باوجود بھی فینکس پرندے (Phoenix Bird) کی طرح ٹیکنالوجی اور کاروبار سے دنیا کے ترقی یافتہ ملک بن گیا۔
چلو ! ہم اِس پُر امن اور خوبصورت ملک کی سیر کرکے آئیں۔

ایک دن ہم دفتر پہنچے تو ہمارے افسرِ بالا نے ہمیں بلایا ۔

"ہم تمہیں جاپان بھیجنا چاہتے ہیں ۔ کیا تم جانے کے لیے تیار ہو؟ 'ٹوکیو' میں یونسکو کے ایشیائی ثقافتی مرکز کی طرف سے پبلشنگ کا ایک تربیتی کورس اکتوبر میں منعقد ہو رہا ہے۔ ہم اپنے ادارہ سے تمہارا نام بھیج رہے ہیں۔"

ہم نے اپنے سفر جاپان کے لیے بطور خاص پان امریک' کے طیارے کا انتخاب کیا تھا کہ وہ دنیا کی بڑی ہوائی سروِیس ہے۔ سفر کا مزہ آجائے گا۔ مجھے دہلی سے بانکوک اور ہانگ کانگ ہوتے ہوئے ٹوکیو جانا تھا۔

## سرگرمیاں

آج کل لوگ جینک فوڈ (junk food) کے عادی ہو گئے ہیں۔ روز مرہ کی زندگی میں یہ کس حد تک اثر ڈالتے ہیں؟۔ چند نکات تیار کیجیے۔

BMI چارٹ (بوڈی ماس انٹیکس چارٹ)

### درجہ بندی

| | |
|---|---|
| ۱۸.۵ سے کم | کم وزن |
| ۱۸.۵ - ۲۴ | صحت مند |
| ۲۵ - ۳۰ | زیادہ وزن |
| ۳۱ - ۳۵ | موٹا پن |
| ۳٦ - ۴۰ | شدید موٹا پن |
| ۴۱ سے اوپر | انہائی موٹا پن |

| | |
|---|---|
| نام | |
| عمر | |
| جنس | |
| تاریخ | |
| قد (میٹر میں) | |
| وزن (کلو میں) | |
| BMI نتیجہ = قد x قد / وزن | |
| ................ دستخط برائے استاد | ................ دستخط برائے والدین |
| صحت مند کے متعلق مشورہ: | |

## انشائیہ

انشائیہ کے لغوی معنی "عبارت" کے ہیں۔ انشائیہ نثری ادب کی وہ صنف ہے جو مضمون کی مانند لگتی ہے۔ مگر مضمون سے الگ انداز رکھتی ہے۔ انشائیہ میں انشائیہ نگار آزادانہ طور پر اپنی تحریر پیش کرتا ہے، جس میں اس کی شخصیت کا پہلو نظر آتا ہے۔ کسی خاص نتیجہ کے بغیر بات کو ختم کرتا ہے، یعنی نتیجہ کو قاری پر چھوڑ دیتا ہے۔ مشہور انشاء پردازوں میں محمد حسین آزاد، سرسید احمد خان، ابوالکلام آزاد، مرزا فرحت اللہ بیگ وغیرہ مشہور ہیں۔

## نریندر لوتھر

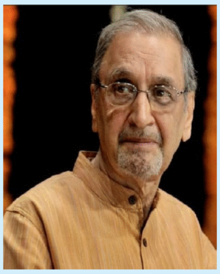

نریندر لوتھر کی پیدائش ۱۹۳۲ء کو پنجاب کے ہوشیار پور میں ہوئی۔ وہ حیدر آباد کے ایک ممتاز ادیب، مزاح نگار اور مورخ رہے ہیں، جو چیف سکریٹری برائے حکومت آندھراپردیش کی حیثیت سے ۱۹۹۱ء میں وظیفہ حسن خدمات پر سبکدوش ہوئے۔ اردو میں ان کی تحریر کردہ ۴ اور انگریزی میں ۱۱ کتابیں طبع ہو چکی ہیں اور مختلف اخبار و رسائل میں ان کے ایک ہزار سے زیادہ مضامین و کالم شائع ہوئے ہیں۔ انہوں نے سات ڈاکیومنٹری فلمیں بھی تخلیق کی ہیں۔ زندہ دلان حیدر آباد، قومی اردو کونسل اور اردو اکیڈیمی (سابقہ متحدہ آندھرا پردیش) کی اعلیٰ انتظامیہ میں وہ شامل رہے ہیں۔ ان کی چاروں اردو کتب کو آندھرا پردیش، اتر پردیش، بہار اور ہریانہ کی اکیڈمیوں نے انعامات سے نوازا۔

ادھیڑ عمر کی آٹھ دس عورتوں اور مردوں کا ایک ''کو ایجو کیشنل گروپ'' ہے۔ وہ پہلے تو اچھلتے اور کودتے ہیں اور پھر مل کر زور دار قہقہے لگاتے ہیں۔ انہیں بے ڈھنگے پن سے کودتے دیکھاتو ہم نے سمجھا کہ شاید پاگل خانے سے کچھ پاگل لوگوں کو چہل قدمی کے لیے لایا گیا ہے ۔ ایک سینیر سیر کرنے والے نے ہمیں بتایا کہ یہ نارمل لوگ ہیں اور کود کود کر جسم کی اور قہقہے لگا کر پیپھڑوں کی ورزش کرتے ہیں۔ یہ ورزش ان لوگوں کے لیے مفید ہے جن کی زندگی میں ہنسی کی کمی ہو اور جو قہقہے لگانا بھول گئے ہوں ۔

| مختلف قسم کے ورزشیں |
| --- |
| 1. سیر<br>2. تیراکی<br>3. ....................<br>4. ....................<br>5. ....................<br>6. .................... |

ہمیں اب لگا تار سیر کرتے ہوئے پینتالیس روز ہو گئے۔ اب ایسا لگتا ہے کہ ہمیں سیر کی عادت پڑ گئی ہے۔ اب جوں ہی مرغ بانگ دیتا ہے، بستر میں ہمارے پاؤں ملنے شروع ہو جاتے ہیں۔ ہم سوچتے ہیں کہ آج کون سے نظارے کس قسم کے لوگ دیکھنے کو ملیں گے ۔ سیر سے اگر صحت بہتر نہ بھی ہو تو یہ جو مفت کا تماشہ دیکھنے کو ملتا ہے، یہ کچھ کم بات نہیں۔ اب ہمارے اشتیاق کا یہ حال ہے کہ اکثر ساری رات نیند نہیں آتی اور بار بار ہم فیض کی طرح پوچھتے رہتے ہیں کہ:

''اے دل کب رات بسر ہوگی''۔

اس شخص نے بڑے فخر سے کتّے کی طرف دیکھا اور پھر جواب دیا۔ یہ گدھا، نہیں کتّا ہے، کتّا۔

دوست نے اسے اِگنور کرتے ہوئے کہا ”میں تم سے نہیں، اس کتّے سے سوال پوچھ رہا ہوں۔“

جو لوگ دوستوں کے ساتھ سیر کرتے ہیں، وہ سیر کم اور خوش گپّیاں زیادہ کرتے ہیں۔ ایسی سیر کے دوران تازہ ترین خبریں ، حالاتِ حاضرہ پر تبصرہ اور سیاسی اور نجی پیشنگوئیاں بڑی اونچی آواز میں کی جاتی ہیں اور بڑی دور دور تک سنی جا سکتی ہیں ۔

کچھ لوگ تیز تیز سیر کرتے ہیں، کچھ لوگ چہل قدمی کرتے ہیں ، کچھ بڑی مشکل سے چل پاتے ہیں۔ سیر کی اقسام کی طرح سیر کرنے والوں کی پوشاکیں بھی مختلف ہوتی ہیں ۔

اکثر لوگ پارک میں سیر کرنے کی بجائے قسم قسم کی ورزشیں کرتے ہیں۔ اکھاڑے والی ورزشیں، یوگا، جاگنگ، کئی قسم کی کسرتیں وہاں دیکھی جا سکتی ہیں۔

صبح کے وقت امیر یا متوسّط طبقے کے لوگ سیر کرتے ہیں ۔ غریب لوگ اس وقت کام پر جاتے ہیں ۔ اس لیے انہیں سیر کی ضرورت نہیں ہوتی۔ چنانچہ اگر آپ امیر بننا چاہتے ہیں تو سویرے کی سیر شروع کر دیجیے۔ سنا ہے کہ سیر سے صحت اچھی رہتی ہے لیکن ہم نے سیر کرنے والوں کی خراب صحت بھی دیکھی ہے اور سیر نہ کرنے والے صحت مند لوگ بھی دیکھے ہیں۔

سیر اکیلے کی جاسکتی ہے یا دوستوں اور ہمسایوں کے ساتھ ، یا بیوی کے ساتھ، یا پھر کتّے کے ساتھ ۔

کتّوں کے ساتھ سیر کرنے والوں کو دیکھ کر یہ پتہ لگانا مشکل ہوتا ہے کہ مالک کون ہے اور کون کس کو سیر کروا رہا ہے ۔ کتّا صاحب کو جگہ جگہ روکتا ہے ۔ تیز تیز آگے نکلنے کی کوشش کرتا ہے، یاسُست رفتاری سے پیچھے رہ جاتا ہے کبھی وہ یکدم رُک جاتا ہے ۔ گھاس کے پتّے کو یا پتھر یا کسی کمبھے کو سونگھنا شروع کر دیتا ہے۔ کسی ایک جگہ کا انتخاب کر کے اس کے گرد گھومنا شروع کر دیتا ہے ۔ پھر وہ ایسے اطمینان سے وہاں رُک جاتا ہے گویا منزل مقصود مل گئی۔ اس وقت کتّے کا مالک اپنی خفت چھپا کر بڑی بے نیازی سے دوسری طرف دیکھنا شروع کر دیتا ہے کہ اس بد تمیز جانور سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ ہم نے کئی بار ایسے اٹکے ہوئے صاحبوں کو 'اورٹیک' (overtake) کیا ہے۔

لیکن سیر پر کتّے کو ساتھ رکھنے میں ایک خاص شان ہوتی ہے اس سے صاحبی کی توفیق ہوتی ہے ۔

ایک شخص جو روز اچھا بھلا اکیلا سیر کو آتا تھا، دیکھا دیکھی ایک دن ایک کتّے کو ساتھ گھسیٹ لایا۔ اس کے ایک دوست نے بڑی معصوم حیرانی کے ساتھ پوچھا۔ ”گدھے کو سیر کرانے لائے ہو؟“

نتیجتاً ہم ابھی تک کبھی بھی دس پندرہ دن سے زیادہ لگاتا ر سیر نہیں کر پائے۔ لیکن انسان ہمت نہ ہارے اور کوشش کرتا رہے تو کیا کچھ نہیں کر سکتا ۔ اس سال ہمارا ریکارڈ پینتالیس (45) دن تک پہنچ گیا ہے اور ہمیں ایسا لگتا ہے کہ اب یہ عادت پکّی ہوگئی ہے ۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ میں سے کئی ہو نہار لوگ اس شاندار مثال کی تقلید کرنا چاہیں گے اور ہونا بھی ایسے ہی چاہیے۔ آخر ا چھی عادتیں اور نیک چلن اسی طرح پھیلتے ہیں۔ لیکن ہم یہ وارننگ دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ یہ کام آسان نہیں۔ اس کے لیے بُلند ارادے، ہمت اور بُرد باری کے علاوہ پلاننگ کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ دو کام بہ یک وقت کرنا آسان نہیں اس لیے ہم نے اس بار سیر کرنے کی مہم میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے دفتر سے دو ماہ کی چھٹی لے لی۔

خیر! سیر شروع تو کر دی ، لیکن اس کی باقاعدہ عادت کیسے پڑی؟ ہمیں باقاعدگی کی ترغیب ان نظاروں سے ملی جو اس بار ہمیں سیر کرتے وقت دیکھنے کو ملے۔ آج تک ہم سڑکوں پر سیر کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ لیکن اس بار ہمیں سیر کے لیے ایک پارک مل گیا۔ دلّی میں ایسے کئی پارک سرکار نے بنائے ہیں جہاں سیر بڑی اچھی طرح کی جاسکتی ہے ۔ ایک ایسے ہی پارک کے پاس ہمیں گھر مل گیا۔ پس ثابت ہوا کہ باقاعدہ سیر کے لئے ایک پارک کا ہونا بہت ضروری ہے ۔ بہتر تو یہ ہے کہ آپ ایک عدد پارک خرید ہی لیں ۔ اگر آپ کے پاس اتنا پیسہ نہ ہو تو پارک کے نزدیک ایک عدد گھر خرید لیں ۔ اگر اس میں بھی کچھ دقت ہو تو پارک کے نزدیک ہی مکان کرایہ پر لے لیں۔ اگر اتنا بھی نہ کر سکیں تو کسی طریقہ سے پارک تک پہنچنے کا انتظام کرلیں ۔ کار پر، اسکوٹر پر، سائیکل پر، اگر آپ اپنی ٹانگوں پر ہی وہاں پہنچیں گے تو وہاں تک پہنچتے پہنچتے ہی آپ کی سیر ختم ہو جائے گی ۔

✍ آج کل عوامی جگہ میں کسرت کے لیے اوپن جم (Open gym) کی انتظم کیے گئے ہیں۔ ان کے فوائد کیا کیا ہیں؟ ایک اوپن جم کے مشاہدہ کرکے رپورٹ تیّار کیجیے۔

سبق: ۱۴

# سویرے کی سیر

کسی پارٹی میں ایک شخص نے ڈینگ ماری میں نے آج سے سگریٹ پینا چھوڑ دیا ہے۔

پاس ہی کھڑے ہوئے اس کے ایک دوست نے للکارا۔ ''واہ ! اس میں کیا بڑی بات ہے؟ میں نے کئی بار سگریٹ پینا چھوڑا ہے۔''

ابھی تک ہماری سیر کا بھی کچھ یہی حال تھا۔ ہم نے کئی بار سیر کرنا شروع کیا لیکن چند روز کے بعد ہی وہ سلسلہ ٹوٹ گیا۔ گذشتہ بیس برسوں میں ہم نے کم از کم چالیس بار یہ کوشش کی ہے لیکن ہر بار ناکامی ہوئی۔ گرمیوں میں سیر کرنا شروع کیا تو پسینہ چھوٹنے لگا۔ سردیوں میں کوشش کی تو ٹھٹھرنے لگے ۔ خزاں میں یہ نیک ارادے زرد پتوں کی طرح جھڑ گئے موسم بہار میں تہیہ کیا تو اپنے موڈ اور چمن کے اطوار میں کوئی مطابقت نہ پائی ۔

# تلمیح

نسلِ آدم کو آزادیاں تھیں۔

اس مصرعہ میں لفظ 'نسلِ آدم' سے آدم نبی کا ذکر کیا ہے۔ حضرت آدم پہلے انسان اور پہلے نبی ہیں جنہیں خدا نے مٹی سے بنایا تھا۔

کسی جملہ، مصرعہ یا شعر میں اگر کوئی تاریخی واقعہ، شخصیت یا مقام کی طرف اشارہ ہو تو اسے 'تلمیح' کہتے ہیں۔

مثلاً:- ؏ خضر کا کام کروں راہ نمابن جاؤں

؏ ابن مریم ہوا کرے کوئی

## سرگرمیاں

- اپنے خوابوں کی دنیا کے بارے میں اپنے خیالات پیش کیجیے۔
- آج کل کے حالات کے مدّ نظر 'سرحدوں کا جال' نظم کا پیغام اپنے الفاظ میں لکھیے۔
- اگر انسان دلوں میں سرحدیں نہ رکھے تو دنیا کیسے بدلے گی؟۔
- آج کے ڈیجیٹل دور میں سرحدوں کی اہمیت اور اثرات پر اپنے خیالات لکھیے۔
- "آج کے دور کا آدمی...
  پھنس گیا ہے......
  خود اپنے ہی ہاتھوں سے بنائے ہوئے جال میں"
  مندرجہ بالا مصرعوں کے ذریعے شاعر کیا کہنا چاہتا ہے؟ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

## سلیمان خمارؔ

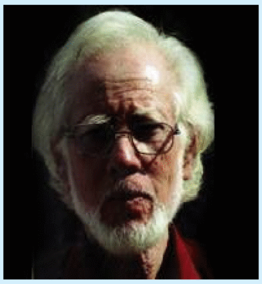

نام قاسم علی، عرف سلیمان بعد عرف کے ساتھ خمار کا اضافہ کیا اور ادبی دنیا میں سلیمان خمار کے نام سے مشہور ہوئے ۔ ان کا تعلق ریاست کرناٹک کے تاریخی شہر وجیاپورہ سے ہے۔ یکم مارچ ۱۹۴۴ء کو ضلع وجیاپورہ کے تعلقہ باگل کوٹ میں پیدا ہوئے۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد سرکاری ملازمت اختیار کی۔ اُن کی زندگی کا بیشتر حصہ و جیا پورہ میں گزرا۔ وہیں سکونت اختیار کی ۔ دورانِ ملازمت ہی سے شاعری کا شوق رہا۔ وہ زبان وادب کے فروغ میں حصہ لیتے رہے اور اب بھی کئی علمی وادبی انجمنوں سے وابستہ ہیں۔ انھیں غزل اور نظم پر یکساں دسترس حاصل ہے ان کا پہلا شعری مجموعہ 'تیسرا سفر' اور حال میں ایک اور مجموعہ 'سمندر جاگتا ہے' شائع ہوا ہے۔ ان کے پہلے مجموعہ پر کرناٹک اردو اکاڈمی نے انعام سے نوازا۔ سلیمان خمارؔ جدید لب ولہجہ کے شاعر ہیں انھیں ہندوستان گیر شہرت حاصل ہے۔ 5 اگست ۲۰۲۴ء کو ان کا انتقال ہوا۔

تمہیں یوں لگے گا
زمین پر
یہاں سے وہاں تک
کئی آڑی ترچھی لکیروں کا اک جال سا بن گیا ہے
آج کے دور کا آدمی
پھنس گیا ہے
خود اپنے ہی ہاتھوں بنائے ہوئے جال میں

سلیمان خمار

## آزاد نظم

نظم مختلف ہیئتوں میں لکھی جاتی ہے۔ آج کل آزاد اور نثری نظمیں لکھنے کا چلن عام ہے۔ پابند نظم میں مصرعے یکسان ہوتے ہیں جبکہ آزاد نظم کے مصرعوں میں ارکان گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں اور یہ ردیف اور قافیہ کی پابندی سے آزاد ہوتے ہیں ۔ اس لیے اس طرح کی نظم کو آزاد نظم کہا جاتا ہے۔

آزاد نظم میں نہایت سہل انداز میں کسی بھی موضوع، واقعہ اور مسئلے کو بیان کیا جا سکتا ہے۔ آزاد نظم کے میدان میں ندا فاضلی، علقمہ شبلی، ن. م .راشد ، جان نثار اختر، امجد حیدر آبادی وغیر قابل ذکر ہیں۔

سبق: ۱۳

# سرحدوں کا جال

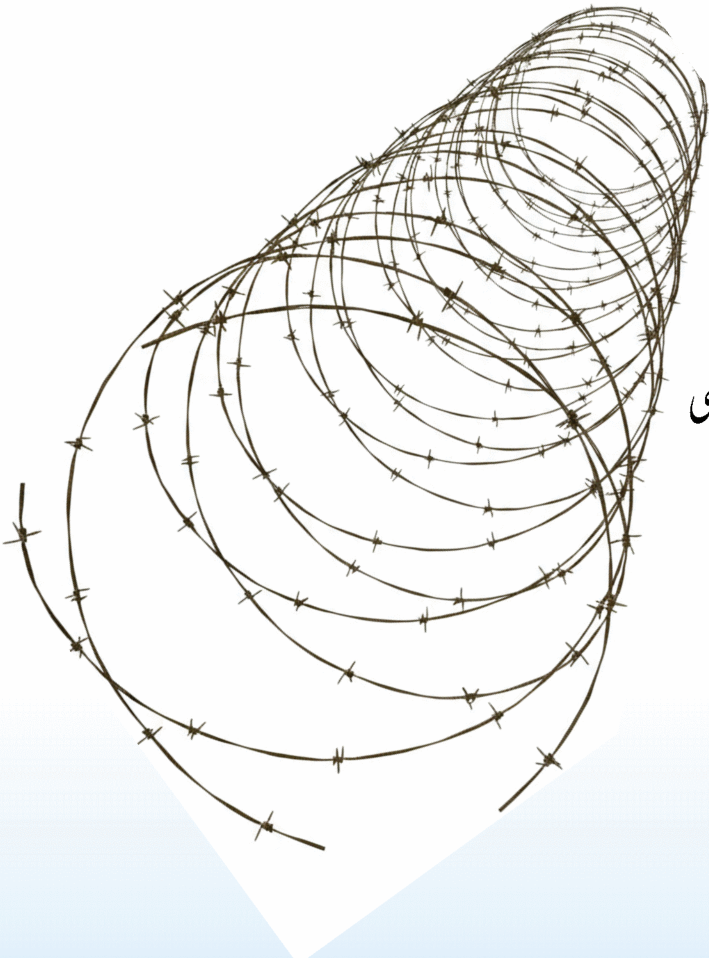

خدا نے
زمین جب بنائی تو اُس پر
کسی ملک کی سرحدوں کی
لکیریں نہیں تھیں
یہ ساری زمین ایک ہی ملک تھی
نسلِ آدم کو آزادیاں تھیں
اُفق سے اُفق تک
جہاں چاہے جائیں
جہاں چاہے مسکن بنالیں
ذرا آج
دنیا کا نقشہ اٹھا کر تو دیکھو

یونٹ: IV

# آؤ کہ خواب بُنیں


۱) سرحدوں کا جال ۸۱

۲) سویرے کی سیر ۸۵

۳) دہلی سے ٹوکیو تک ۹۲

۴) جنگلوں کا بھی ایک دستور ہے ۱۰۰

## نئے الفاظ

| | | |
|---|---|---|
| آئینہ دار | : | عکاسی |
| باوقار | : | عزّت دار |
| بد امنی | : | بغاوت، جھگڑا |
| برِ صغیر | : | چھوٹا برِ اعظم، ہندوستان اور پاکستان |
| برہنہ | : | ننگا |
| تاثیر | : | اثر اندازی |
| تقاضہ | : | ضرورت |
| ٹھوکریں لگانا | : | بار بار رکاوٹوں کا سامنا کرنا |
| جد و جہد | : | کوشش |
| حجت | : | دلیل |
| دہائی | : | دس سال کا عرصہ، Decade |
| سرہانا | : | سر کی طرف |
| سلگنا | : | آہستہ آہستہ جلنا |
| شناخت | : | پہچان |
| گراں قدر | : | قدر کرنے والا |
| لرزاں | : | کانپتا ہوا |

## سرگرمیاں

✍ اس غزل سے اپنی پسند کا کوئی ایک شعر چن کر لکھیے اور اس کا مفہوم اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

✍ اس غزل کا مطلع لکھیے۔

✍ نیچے دیے گئے محاوروں کو ان کے درست معنٰی سے ملائیے۔

| | |
|---|---|
| ہوش اُڑانا | ہوشیار کرنا |
| عقل ٹھکانے آنا | محسوس نہ کرنا |
| خواب بُھجانا | بہت زیادہ پریشان ہونا |
| شرم نہ آنا | سمجھ آجانا |
| نیند سے جگانا | امید ختم کرنا |

## پروؔین شاکر

پروؔین شاکر اردو ادب کی ایک ممتاز اور مقبول شاعرہ ہیں۔ ۲۴ نومبر ۱۹۵۲ء کو کراچی میں پیدا ہوئیں۔ نرم مزاج، احساس دل اور گہری سوچ رکھنے والی یہ شاعرہ اردو شاعری میں عورت کے احساسات کی ایک نئی آواز بن کر اُبھری۔ ان کی شاعری میں محبت ، تنہائی، عورت کے جذبات، خود داری اور داخلی کرب نمایاں ہیں۔ انہوں نے عورت کے احساسات کو نہایت سادگی، خلوص اور جُرأت کے ساتھ بیان کیا۔ ۱۹۹۴ء میں اپنی ۴۲ سال کی عمر میں ایک حادثے کے نتیجے میں ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کی شاعری آج بھی مقبولِ عام ہے۔

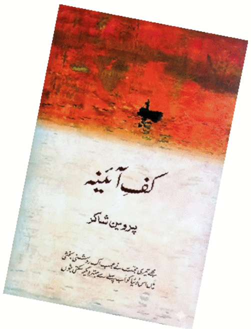

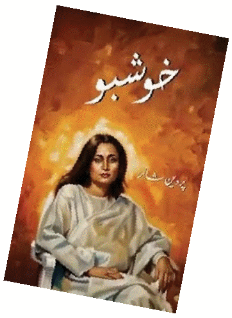


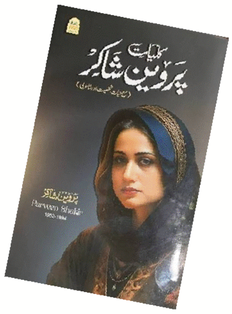


## جدید غزل گو شعراء

امجد اسلام امجد　جاوید اختر　جون ایلیا　بشیر بدر　احمد فراض

سبق: ۱۲

# غزل

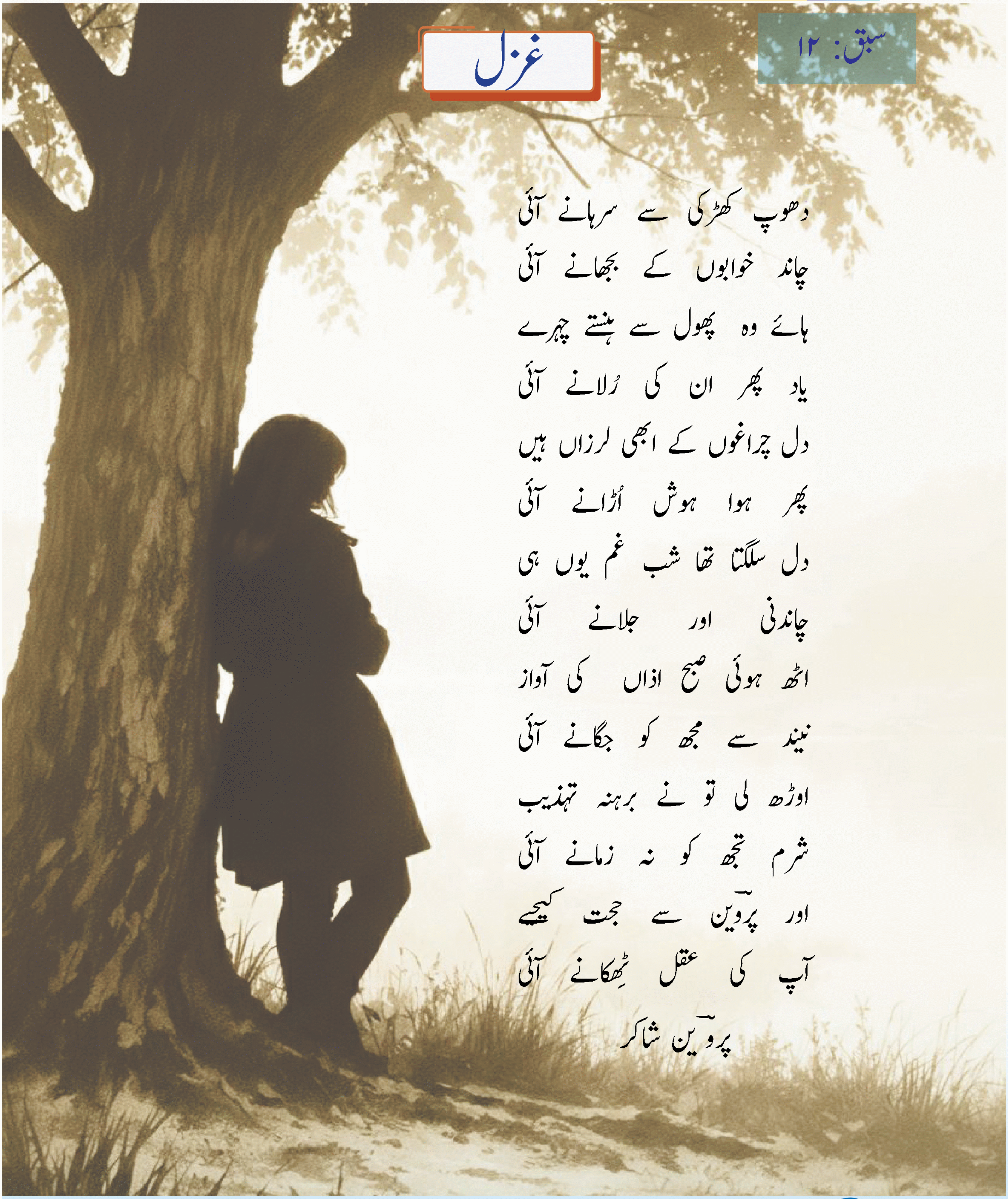

دھوپ کھڑکی سے سرہانے آئی
چاند خوابوں کے بجھانے آئی
ہائے وہ پھول سے ہنستے چہرے
یاد پھر ان کی رُلانے آئی
دل چراغوں کے ابھی لرزاں ہیں
پھر ہوا ہوش اُڑانے آئی
دل سلگتا تھا شب غم یوں ہی
چاندنی اور جلانے آئی
اٹھ ہوئی صبح اذاں کی آواز
نیند سے مجھ کو جگانے آئی
اوڑھ لی تو نے برہنہ تہذیب
شرم تجھ کو نہ زمانے آئی
اور پروؔین سے حجت کیجیے
آپ کی عقل ٹھکانے آئی

پروؔین شاکر

✍ اصنافِ شاعری کی بنیاد پر مشہور شعراء کے نام لکھیے۔

| اصنافِ شاعری | شاعر |
|---|---|
| غزل | مرزا غالبؔ، میرؔ |
| ............. | ن.م.راشدؔ، ندا فاضلی |
| رباعی | |
| قصیدہ | |
| مرثیہ | |
| مثنوی | |

✍ آج کل انٹرنیٹ میں پُرانے اور نئے شعراء کا کلام موجود ہے۔ اور موبائل ایپ یا سائٹ (App/Site) کے ذریعے اُن کا کلام پڑھ سکتے ہیں۔ ایسے کوئی ایک اپلیکیشن (Application) یا ویب سائٹ (Web Site) میں تلاش کرکے جدید دور کے چند شعراء اور ان کی اہم تصانیف پر معلومات حاصل کیجیے۔

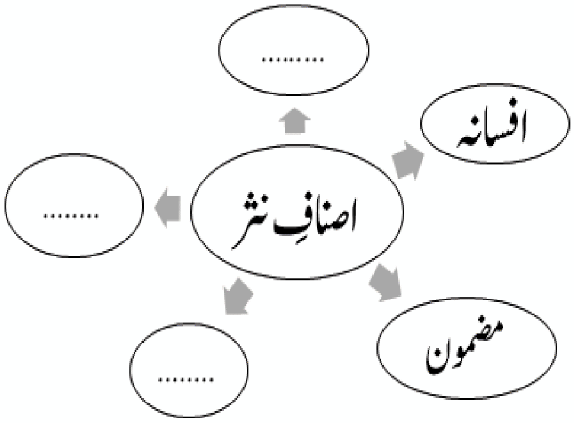


✍ دیے گئے نمونے کی بُنیاد پر چند افسنہ نگار، خاکہ نگار، ناول نگار اور ڈراما نگاروں کی فہرست تیار کیجیے۔

| افسانہ نگار | خاکہ نگار | ناول نگار | ڈراما نگار |
|---|---|---|---|
| پریم چند | عبدالحق | قرۃ العین حیدر | امتیاز علی تاج |
| ................ | ............... | ............... | ............... |
| ............... | ............... | ............... | ............... |
| ............... | ............... | ............... | ............... |

✍ فرض کیجیے کہ غالب اور مومن ایک دوسرے سے بات کر رہے ہیں۔ A.I Tools کے ذریعے ان کی گفتگو کی ایک شارٹ ویڈیو (Short Video) تیار کیجیے۔

✍ آپ کے اسکول میں قوّالی کی محفل منعقد ہو رہی ہے۔ اس پروگرام کے لیے ایک نوٹس تیار کیجیے۔

داستان اور ناول اردو کے دو اہم نثری اصناف ہیں۔ ان دونوں کے فرق ایک جدول کی صورت میں لکھیے۔

| ناول | داستان |
|---|---|
| • ........................ | |
| • ........................ | |
| • ........................ | |
| • ........................ | |
| • ........................ | |

گیان پیٹھ انعام یافتہ ادیبوں کی فہرست تیار کیجیے۔

1. علی سردار جعفری
2. ........................
3. ........................
4. ........................
5. ........................

خانہ پری کیجیے۔

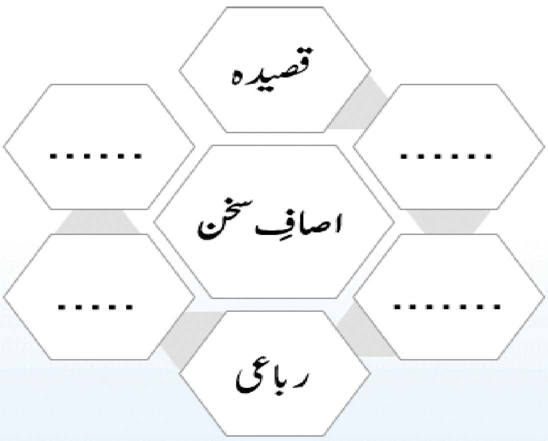

جداگانہ ہوتا ہے۔ غزل میں تسلسل کے ساتھ بھی خیالات پیش کیے جا سکتے ہیں۔ مرزا غالبؔ، مومن خان مومنؔ، میر محمد تقی میرؔ، شیخ ابراہیم ذوقؔ، حسرت موہانی جیسے شعراء نے اردو غزل کو ایک نیا حسن، نیا لہجہ اور احساس کی نئی دنیا عطا کی ہیں۔

## رباعی

چار مصروں پر مشتمل نظم کو رباعی کہتے ہیں۔ رباعی کے پہلے، دوسرے اور چوتھے مصرعے ہم قافیہ اور ہم ردیف ہوتے ہیں۔ رباعی میں عام طور پر اخلاقی، اصلاحی، مذہبی اور فلسفیانہ مضامین باندھے جاتے ہیں۔ انیسؔ، امجدؔ، فراقؔ، دبیرؔ وغیرہ اہم رباعی گو شعراء ہیں۔

## نظم

نظم ایک ایسی صنفِ سخن ہے جس میں کسی خاص موضوع تسلسل سے بیان کیا جاتا ہے۔ نظم کی مثالیں دکن کے پہلے صاحبِ دیوان شاعر محمد قلی قطب شاہؔ سے لے کر عصرِ حاضر تک کثرت سے ملتی ہے۔ اردو کے ممتاز نظم گو شعراء میں نظیرؔ اکبر آبادی، اکبرالہ آبادی، چکبست، علامہ محمد اقبالؔ،الطاف حُسین حالیؔ، علی سردار جعفریؔ، فیض احمد فیض وغیرہ شامل ہیں۔

## سرگرمیاں

✍ اردو کلب کے ماتحت ایک کیلی گرافی کلاس منعقد ہورہا ہے۔ اس کلاس میں شرکت کرکے ماہرین کیلی گرافی کی مدد سے خطاطی (Calligraphy) کی تربیت حاصل کیجیے۔

غزل کی طرح مطلع اور مقطع بھی ہوتے ہیں۔ اس میں ۱۵سے ۱۰۰ یا اس سے بھی زیادہ اشعار ہو سکتے ہیں۔ اردو ادب میں سوداؔ، انیسؔ، دبیرؔ، ذوقؔ جیسے شعراء نے قصیدہ نگاری میں گراں قدر کارنامے انجام دیے۔ ادبی لحاظ سے قصیدہ کو اردو شاعری کی جلالی صنف کہا جا سکتا ہے۔

## مرثیہ

مرثیہ اردو شاعری کی ایک درد انگیز اور جذباتی صنفِ سخن ہے جس میں کسی کی موت پر اظہارِ غم کیا جاتا ہے اور مرنے والے کے اوصاف بیان کیے جاتے ہیں۔ اردو مرثیہ کا سب سے نمایاں پہلو واقعاتِ کربلا ہے جس میں حضرت امام حُسینؓ اور ان کے عزیز و اقارب کی شہادت کے واقعات بیان ہوئے ہیں۔ جو اس صنف کو روحانی ، اخلاقی اور انسانی جذبات کا ترجمان بنا دیا ۔ اردو میں میر انیسؔ اور مرزا دبیرؔ اہم مرثیہ نگار ہیں۔

## غزل

غزل اردو شاعری کی ایک نہایت حسین صنف ہے۔ عام طور پر غزل کا ہر شعر دوسرے شعر سے معنٰی و موضوع کے اعتبار سے مکمل اور ایک دوسرے سے

# شاعری

اردو زبان کو عوامی سطح پر مقبول بنانے میں مشاعروں اور قوالیوں کا نہایت اہم رول رہا ہے۔ اسی طرح عوام میں اردو شاعری کی مقبولیت بڑھانے میں بالی ووڈ کا رول بھی بڑا شاندار رہا ہے۔

شاعری اردو ادب کی روح ہے ۔ اس میں مختلف اصناف سخن شامل ہیں ۔ غزل، نظم، مثنوی ، مرثیہ، قصیدہ ، رباعی ، حمد، نعت وغیرہ ان میں سے کچھ اہم اصناف ہیں۔ ان تمام اصناف نے اردو شاعری کو ایک گہرائی حسن اور تاثیر بخشی ہے جو دلوں کو چھو لیتی ہیں۔

## مثنوی

مثنوی ایسی طویل نظم کو کہتے ہیں جس میں کوئی طویل داستان یا کسی مسلسل واقعے کو تفصیل سے اشعار میں بیان کیا گیا ہو۔ واقعہ نگاری مثنوی کی سب سے اہم خصوصیت ہے۔ ادبی طور پر مثنوی کو داستان گوئی کی شاعری بھی کہی جاتی ہے۔ کیوں کہ اس میں کہانی، جذبات، منظر نگاری اور اخلاقی پیغام ایک ساتھ ملتے ہیں۔ اردو مثنوی نگاری کی تاریخ میں سب سے زیادہ مقبولیت میر حسن دہلوی کی مثنوی 'سحر البیان' کو حاصل ہوئی ہے۔ دیا شنکرنسیم کی مثنوی 'گلزار نسیم' علامہ محمد اقبال کی 'ساقی نامہ' وغیرہ اردو کی نمائندہ مثنویاں ہیں۔

## قصیدہ

قصیدہ اردو شاعری کی ایک قدیم اور باوقار صنف سخن ہے۔ قصیدہ عموماً کسی بادشاہ ، بزرگ رہنما یا محبوب شخصیت کی تعریف و توصیف میں لکھا جاتا ہے ۔ قصیدہ ایک ہی بحر میں کہا جاتا ہے۔ اس کے تمام اشعار ہم ردیف اور ہم قافیہ ہوتے ہیں۔

## افسانہ

تیزی سے بدلتے ہوئے زمانے کے ساتھ دینے والوں کے لیے افسانہ خاص کشش ہے۔ افسانہ اس کہانی کو کہتے ہیں جس میں زندگی کی سچائیوں کا بیان ہوتا ہے۔ افسانہ اختصار کے ساتھ زندگی کے کسی اہم گوشے کو ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔ مختصر ہونے کی وجہ سے واقعات میں جھول ہونے کا اندیشہ بھی کم ہوتا ہے۔ اردو کے اہم افسانہ نگاروں میں پریم چند، علی عباس حُسینی، سعادت حسن منٹو، قرۃ العین حیدر، اشفاق احمد، راجندر سنگھ بیدی قابلِ ذکر ہیں۔

## ڈراما

ڈراما ایک ایسی صنف ہے جس میں کرداروں اور مناظر کے ذریعے کوئی قصّہ یا کہانی پیش کی جاتی ہے۔ کردار اپنے خیالات اور جذبات مکالمے کے ذریعے ظاہر کرتے ہیں اور واقعات عمل کی صورت میں سامنے آتے ہیں۔ ڈراما زندگی کی حقیقت سے قریب تر ہے۔ اور یہ اسٹیج کی چیز ہوتی ہے۔ ڈرامے میں کردار نگاری، اداکاری اور مکالمے کو اہمیت دی جاتی ہے۔ آج کل ایک بابی ڈراما، نکڑ ڈراما، ریڈیو ڈراما وغیرہ بھی منظرِ عام پر ہے۔ آغا حشر کاشمیری، امتیاز علی تاج، محمد مجیب، سید علی عباس حسینی وغیرہ اردو کے اہم ڈراما نگار ہیں۔

کی تہذیبی شناخت کا آئینہ دار ہے۔ زبان کا اصل عروج تب ہوتا ہے جب اس کے ادب میں فکری گہرائی، احساس کی لطافت اور اظہار کی قوّت پائی جائے۔ ادب کو دو حصّوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ وہ ہیں نثر اور شاعری۔

## نثر

نثر کے دائرے میں اردو زبان بے شمار اصناف ہیں جن میں داستان، ناول، ڈراما، انشائیہ، سفر نامہ، مکتوب نگاری، خاکہ نگاری، سوانح عمری، آپ بیتی، مضمون نویسی، ڈائری وغیرہ شامل ہیں۔ ان اصناف کے ذریعے انسانی جذبات، سماجی مسائل اور زندگی کے مختلف رنگ بڑی حقیقت پسندی سے پیش کیے گئے ہیں۔

### داستان

داستان اردو نثر کی قدیم اور اہم صنف ہے۔ اس میں بہت ساری کہانیوں کو زنجیر کی کڑیوں کی طرح سلسلہ وار پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں حیرت انگیز واقعات، جادو، بہادری، اور خیالی عناصر شامل ہوتے ہیں۔ داستانوں کے کردار عموماً غیر معمولی قوتوں کے مالک ہوتے ہیں۔ اس میں فوق فطری عناصر(یعنی جنّوں، دیووں، اور پریوں کے کارنامے) پائے جاتے ہیں۔ 'سب رس' کو اردو کی پہلی داستان مانا جاتا ہے۔ 'رانی کیتکی کی کہانی'، 'باغ و بہار'، 'امیر حمزہ' وغیرہ اردو کے مشہور داستانیں ہیں۔

### ناول

ناول اردو کی ایک اہم اور مقبول صنف ہے۔ یہ عموماً طویل افسانوی تحریر ہوتی ہے جس میں انسانی زندگی، سماجی مسائل، جذبات اور واقعات کو تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے۔ ناول کے کردار حقیقی زندگی سے قریب ہوتے ہیں اور کہانی حقیقت پسندانہ انداز میں آگے بڑھتی ہے۔ ڈپٹی نذیر احمد، رتن ناتھ سرشار، مرزا ہادی رسوا، پریم چند، کرشن چندر، قرۃ العین حیدر وغیرہ اردو کے مشہور ناول نگار ہیں۔

سبق: ۱۱

# گلشنِ اردو

اردو ایک ہندوستانی زبان ہے جس کی پیدائش دہلی اور اس کے اطراف میں ہوئی۔ مسلمانوں کی آمد سے پہلے اس علاقے میں کھڑی بولی، برج بھاشا، ہریانوی، بندیلی ، قنوجی جیسی بولیاں رائج تھیں۔ جب مسلمان عربی، فارسی اور ترکی زبانوں کے ساتھ ہندوستان آئے تو ان زبانوں کے الفاظ مقامی کھڑی بولی میں شامل ہوتے گئے۔ اسی لسانی امتزاج کے نتیجے میں ایک نئی زبان وجود میں آئی، جو ہندی، ہندوی، ہندوستانی، دکنی، ریختہ کہلائی، بعد میں اردوئے معلیٰ اور آخرکار اردو کے نام سے مشہور ہوئی۔ لفظ اردو ترکی زبان کا ہے جس کا معنی لشکر ہے۔

اردو ادب نے ہندوستان میں ایک مشترکہ تہذیب قائم کرنے میں اہم رول نبھایا ہے۔ اردو ادب اپنی وسعت، خوبصورتی اور ہمہ گیر اثرات کے باعث برِ صغیر

# سرگرمیاں

- یہ طے کیا ہے کہ ہمارے اسکول کے اردو کلب کے زیرِ اہتمام 'یومِ اردو' منایا جائے۔ اردو زبان کا تعارف کرانے کے لیے گروہ چرچا کر کے کچھ نکات تیار کیجیے۔

بابائے قوم گاندھی جی گجرات کے پوربندر میں ۲ اکتوبر ۱۸۶۹ء میں پیدا ہوئے۔ ان کے والدین 'کرم چند گاندھی' اور 'پتلی بائی' تھے اور بیوی کا نام کستوربا گاندھی ہے۔ ان کا اصل نام موہن داس کرم چند گاندھی تھا۔ ان کو لوگ پیار سے 'باپو' پکارتے تھے۔ انھوں نے اہنسا اور سچائی کی جدوجہد کے فلسفے کے ذریعہ انگریز حکمرانی کے خلاف تحریک چلائی۔ 'نمک ستیا گرہ' اور 'تحریک عدم تعاون' وغیرہ تحریکات بہت مشہور ہیں۔ گاندھی جی سادگی، خودانحصاری اور سماجی مساوات کے داعی تھے۔ ان کی آپ بیتی کا نام 'تلاشِ حق' ہے۔ انھوں نے 'ہری جن' نام کا ایک اخبار بھی جاری کیا تھا۔ پہلی بار ٹیگور نے ان کو 'مہاتما' کے نام سے پکارا تھا۔ ۱۹۴۸ء جنوری ۳۰ کو ان کی شہادت ہوئی۔

- اوپر دی ہوئی عبارت پڑھ کر کم از کم پانچ سوالات تیار کیجیے۔

## مولانا ابوالکلام آزاد

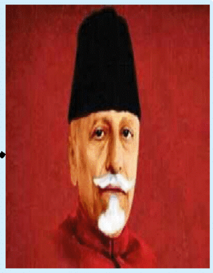

یہ تقریر ہندوستان کے مجاہدِ آزادی اور آزاد ہندوستان کے کے پہلے وزیرِ تعلیم مولانا ابوالکلام آزاد کی ۱۹۴۷ء میں دہلی میں کی ہوئی تقریر کا ایک حصّہ ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد اردو کے مشہور ادیب بھی تھے۔ ان کی پیدائش ۱۸۸۸ء کو مکّہ میں ہوئی۔ انہوں نے گاندھی جی اور نہرو کے ساتھ تحریکِ آزادی میں حصّہ لیا تھا۔ آزادی کی لڑائی میں حصّہ لینے سے انہیں کئی بار جیل بھی جانا پڑا۔ وہ ایک بہادر انسان تھے۔ ان کی ہمت اور بہادری اس زمانے کے لوگوں نے اپنانے کی کوشش کی۔ ان کی ادبی اور سماجی خدمات کی بنا پر ہندوستانی حکومت نے ان کو بھارت رتن ایوارڈ سے نوازا۔ ۱۹۵۸ء میں ان کا انتقال ہوا۔

بھی آپ کے قبضے میں نہ تھی۔ جب کبھی ملک میں بد امنی ہوتی تھی تو آپ اپنی طرف نہیں دیکھتے تھے، ان کی طرف دیکھتے تھے ۔ جب آپ کو کوئی تکلیف اور پریشانی ہوتی تھی، آپ ان کے آگے مجبور ہوتے تھے کہ اپنا ہاتھ بڑھائیں ۔ لیکن آج وہ نہیں ہیں، آج اپنی قسمت کے آپ خود مالک ہیں۔ اور اگر آپ مالک ہیں اور میدان میں کھڑے ہوئے ہیں تو یہ یاد رکھیے کہ طرح طرح کی آزمائشیں پیش آئیں گی۔ کوئی بھی نہیں چاہتا کہ اپنے کو آزمائش میں ڈالے، کوئی بھی نہیں چاہتا کہ غموں اور دکھوں میں اپنے کو ڈالے، لیکن اگر ہم نے ذمہ داری کا بوجھ اٹھایا ہے تو طرح طرح کی پریشانیاں ہمیں پیش آئیں گی ۔ اگر ہم میدان میں دوڑ رہے ہیں تو قدم قدم پر ہم کو ٹھوکروں سے دوچار ہونا پڑے گا، اس سے ہمیں گھبرانا نہیں چاہیے اس سے ہمیں اکتا نا نہیں چاہیے، مرد بن کر ان تمام ذمہ داریوں کو اٹھانا چاہیے اور ان پریشانیوں کا مقابلہ کرنا چاہیے ۔ اگر ایک زندہ انسان ہے اور اس کی رگوں میں گرم اور زندہ خون دوڑ رہا ہے، تب اس کے لیے بیماریاں بھی ہیں، ٹھوکریں بھی ہیں، مصیبتیں بھی ہیں، ہر طرح کی پریشانیاں بھی ہیں۔ تو زندگی کا معنی یہی ہے کہ ہم بوجھ اٹھائیں اور بوجھ اس طرح نہ اٹھائیں کہ گھبرائے ہوئے اٹھائیں، مردوں کی طرح ہمت کے ساتھ اٹھائیں۔

سبق: ١٠

# یہ یاد رکھنا چاہیے

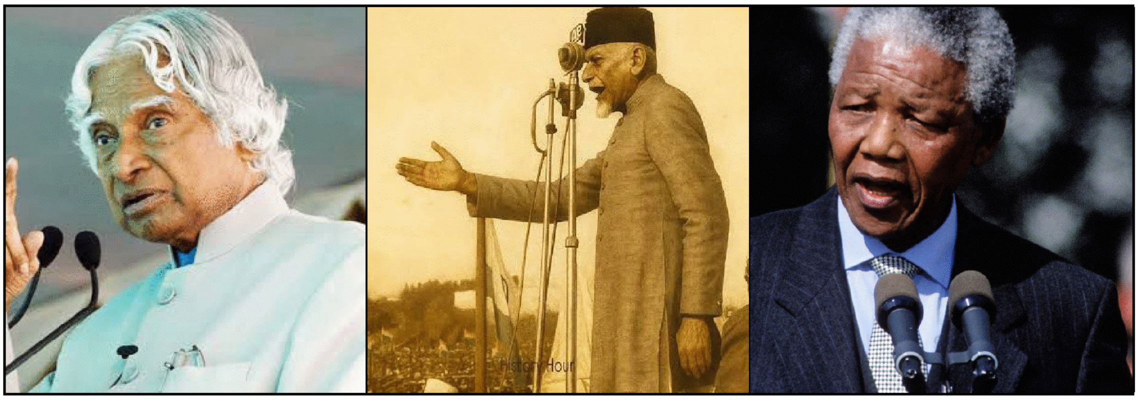

یہ سب دنیا کے مشہور و معروف مقرّرین ہیں۔ فنِ تقریر سے کئی انقلابی تبدیلیاں اس دنیا میں لائی گئی ہیں ۔ مستقبل میں اپنی نسل کو اس فن کے ماہر بنا کر دنیا میں اور بھی کئی تبدیلیاں لائی جاسکتی ہیں۔ اچھا بچو.. اب ہم اُن بہترین تقریروں کا جائزہ لیں۔

پیارے دوستو......

آپ کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ دنیا میں ہر ذمہ داری کے تقاضے ہیں اور وہ تقاضے پورے کرنے پڑتے ہیں ۔ دنیا میں ٹھوکریں انہیں کو لگتی ہیں کہ جو چلتے ہیں، جو پاؤں توڑ کر بیٹھ جاتے ہیں انہیں کبھی ٹھوکر نہیں لگتی۔ گرتے وہی ہیں کہ جو دوڑیں گے۔ کانٹے انہی کے تلووں میں چبھتے ہیں کہ جو دوڑتے ہیں۔ کل تک کہ آزادی ہمارے ہاتھ میں نہ تھی، آپ کے ملک کا کیا حال تھا؟ وہ اپنی قسمت کا مالک نہیں تھا۔ اس کی قسمت دوسروں کے ہاتھوں میں تھی۔ آپ کا امن بھی آپ کے قبضے میں نہ تھا، آپ کی بے امنی

## میراؔجی

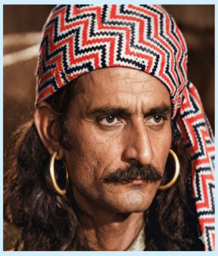

میراؔجی اردو ادب کے ان نمایاں اور منفرد ادیبوں میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے جدید نظم اور نثری فکر کو ایک نئی سمت عطا کی۔ ان کا اصل نام محمد ثناء اللہ ڈار تھا اور میراجی تخلص اختیار کیا۔ وہ ۱۹۱۲ء میں لاہور میں پیدا ہوئے اور ۱۹۴۹ء میں وفات ہوئے۔ میراجی کے ادب میں انسان کے باطن، نفسی کشمکش، تنہائی اور اُداسی کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ جدید اردو ادب میں ان کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

| اردو کے مشہور نظم گو شعراء | | |
|---|---|---|
| | 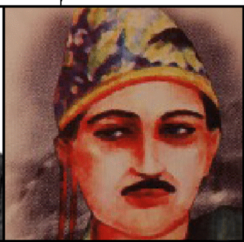 | |
| علامہ اقبالؔ | نظیرؔ اکبر آبادی | ن م راؔشد |

## سرگرمیاں

- اس نظم میں مستعمل تکراری الفاظ چن کر لکھیے۔
- 'دھیرے دھیرے، روتے روتے، ہنستے ہنستے ، روکتے روکتے ، ہوتے ہوتے' اس طرح کی تکراری الفاظ استعمال کیے گئے چند فلمی نغمے چن کر لکھئے۔
- "پیارے لمحے آئیں گے ....." اس شعر کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے آپ کی زندگی کے انمول لمحے کو یاد کیجیے اور ایک ڈائری تیار کیجیے۔

سبق: ۹

# آشا اور آنسو

پیارے لمحے آئیں گے اور مجبوری مٹ جائے گی
ہم دونوں مل جائیں گے اور سب دوری مٹ جائے گی
ہر دم بہنے والی آنکھوں کی مالا بھی ٹوٹے گی
تیری میری ہستی اس بیری بندھن سے چھوٹے گی
لیکن یہ سب باتیں ہیں اپنے جی کے بہلانے کی
دکھ کی رات میں دھیرے دھیرے دل کا درد مٹانے کی
روتے روتے ہنستے ہنستے رُکتے رُکتے گانے کی
سکھ کا سپنا سُوکھا ہے اور سُوکھا ہی رہ جائے گا
سونی سیج پہ پریم کہانی پر یمی یوں کہہ جائے گا
ہوتے ہوتے سارا جیون آنکھوں سے بہہ جائے گا

میراجی

# احساس کی خوشبو


۱) آشا اور آنسو ۶۱
۲) یہ یاد رکھنا چاہیے ۶۳
۳) گلشنِ اردو ۶۷
۴) غزل ۷۶

| | |
|---|---|
| شلنگ | Currency |
| عدن | سکون کی جگہ |
| عقل مقدور | جہاں تک ممکن ہو |
| غرق | ڈوب جانا |
| عزم | حوصلہ |
| غسال | مردوں کو غسل دینے والا |
| فتنۂ آشوب | فساد، بغاوت |
| فراموش | بھلا ہوا، غافل |
| قیامت صغرا | چھوٹی قیامت، آفات |
| کش لینا | دباؤ ڈالنا |
| تمسخر | مذاق اڑانا |
| کوتاہی کرنا | غفلت، لاپروائی |
| گورکن | قبرستان کا ملازم |
| لوٹ کسوٹ | چرایا ہوا |
| ماہی گیر | مچھلی پکڑنے والے |
| مبادہ | کاش یہ نہ ہو |
| مدار | گھومنا، چکر لگانا، پہنچنا |
| مصلح | اصلاح کرنے والے |
| معائنہ ہونا | جانچنا |
| ملاح | کشتی یا جہاز چلانے والا |
| ناز برداری | لاڈ اور چوچلے کی برداشت کرنا، ناز اٹھانے کا عمل |
| نفلی | وہ عبادت جو فرض نہ ہو |
| نوازش | مہربانی |
| ہجوم | بھیڑ |
| ہم نفس | دوست |
| ہم نوا | ساتھی |

## نئے الفاظ

| | |
|---|---|
| آپے سے باہر ہونا | : بے قابو ہونا |
| آستین | : کپڑے کا وہ حصّہ جس میں بازو ڈالا جاتا ہے |
| امرِ محال | : نا ممکن |
| بات ٹالنا | : بات کو اِدھر اُدھر کرنا |
| باز پرس | : جواب طلبی |
| بحرِ احمر | : Red sea |
| بھاند کرنا | : تباہ کرنا |
| پاداش | : بدلہ |
| پیچوان | : حقہ پینے والا آلا |
| تالیف | : کتاب لکھنا |
| توشہ خانہ | : وہ جگہ جہاں قیمتی تحائف، زیورات اور سامان رکھا جاتا ہے، Store room |
| ٹیک لگانا | : کسی چیز کے سہارے سے |
| جام لینا | : بند ہونا |
| جھنجھلاہٹ | : ناک دم کر رکھنا، پریشان کران |
| چارہ گریاں | : کسی مسئلے کا حل ڈھونڈنا |
| خانہ | : شاہانہ مقام |
| خُم و سُبو | : صراحی، جھگاؤ، گھڑا، مٹکا |
| داد چاہنا | : انصاف طلب کرنا، تعریف کا خواہاں ہونا |
| داروگیر | : سختی سے پکڑنا |
| داغِ دل | : دل پر بہت گہرا صدمہ یا زخم ہونا |
| دالاَن | : گھر کے لمباسا کوریڈور، برامدا |
| دغا نہ دینا | : بے وفائی نہ کرنا |
| دھنا دھن | : بغیر رکے، Non-stop |
| رونما ہونا | : ظاہر ہونا |
| دوزخ | : جہنم |
| دوگانہ | : دو رکعت کی نماز |
| ڈول ڈالنا | : کسی کے دل میں وسوسہ ڈالنا |

ہے کہ بحر احمر (Red sea) میں اور زیادہ گرمی محسوس ہوگی۔ مریم بو خاص طور پر گورنش لکھواتی ہیں اور عرض کرتی ہیں کہ میں بہرطور نہایت خوش و خورم ہوں۔ جناب بیا صاحبہ میری راحت کا بے حد خیال رکھتی ہیں۔

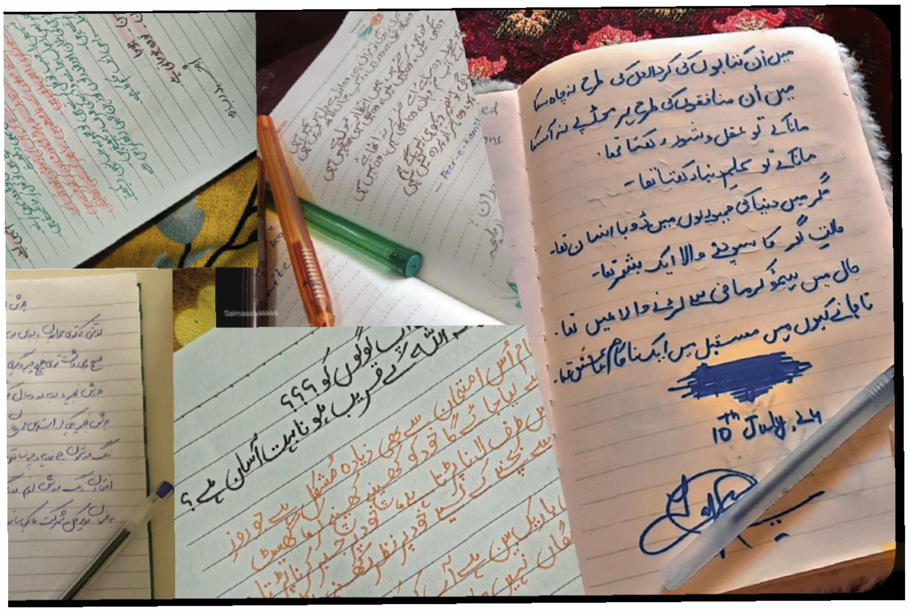

## سرگرمیاں

- کل اسکول میں آپ کا دن کیسا رہا؟ ایک دن کی ڈائری تیار کیجیے۔
- محفوظ سفر کے بارے میں بیداری کلاس کے لیے مختلف قسم کے سفروں میں اپنائے جانے والی حفاظتی تدابیر گروہ میں چرچا کرکے چند نکات تیار کیجیے۔
- آپ کی پسندیدہ کسی ڈائری پر تحسینی نوٹ تیار کرکے اسکول بلاگ (Blog) پر پوسٹ کیجیے۔

چنانچہ سہ پہر کو گھنٹہ بجا۔ تمام ملاح خطرے کے وقت میں جو جو کام جس طور پر انجام دیتے ہیں اسی طور پر سب اپنے اپنے فرائض پر موجود ہو گئے۔ مسافر اپنی لائف جاکٹ پہنکر ڈیک پر آ گئے۔ نہایت ہی اچھا منظر تھا۔ کپتان وہاں آکر معائنہ کیا۔ خطرے کے وقت مسافروں کو پریشان نہ ہونا چاہئے جیسی ضروری ہدایات دیں اور اجازت دے دی۔ رات کو ڈنر (Dinner) کھایا۔

اس جہاز پر کھانے کا انتظام نہایت عمدہ ہے، بچے سب ڈیک پر کھیلتے کودتے ہیں اور سب فضلِ خدا سے خیر وعافیت و خوش و خرم ہیں۔

۴ مارچ ۱۹۲۴ء

ہم ساحل عرب کے قریب ہوتے جاتے ہیں۔ ماہی گیروں کے جہازات دکھائی دے رہے ہیں، سمندر میں سکون ہے۔ صبح کو جناب بیا صاحبہ کو دردِ سر کی شکایت تھی، دو پہر تک رہی بعد میں سکون ہوگیا۔ گھڑی کے ٹائم میں فرق پڑنے لگا ہے۔ کل کی طرح آج پھر خطرہ کی خبر دینے والا گھنٹہ بجا۔ میرا خیال لائف جاکٹ پہنکر ڈیک پر جانے کا تھا لیکن یہ خیال آجانے سے کہ مبادا کوئی خطرہ ہی نہ ہو بھی جاکٹ پہنکر ڈیک پر پہنچا۔ یہ مرحلہ بھی محض امتحانی تھا۔ فضل خدا سے کوئی خطرہ رونما نہ ہوا تھا۔

۵ مارچ ۱۹۲۴ء

آج ۸ بجے آفتاب طلوع ہوا۔ ہم عدن کے قریب پہنچے ہیں۔ شام کو چھ بجے عدن پہنچ کر جہاز کے لنگر انداز ہونے کا اعلان کیا گیا ہے۔ جہاز پر لاٹری تھی۔ جناب بیا صاحبہ نے بھی ٹکٹ لیے تھے ۳۳ شلنگ ملے۔ جناب باپو صاحب کو کچھ نہ ملا۔ یہ روپیہ غریب ملاحوں کو دیا جائے گا۔

اب تک موسم نہایت ٹھنڈا اور خوشگوار رہا مگر اب کچھ گرم ہوتا چلا ہے۔ کہا جاتا

سبق: ۸

# سفرِ یوروپ

۲ مارچ ۱۹۲۴ء

کوئی خاص بات پیش نہیں آئی۔ گذشتہ کل جب ہم ڈنّر پر بیٹھے تھے تو جہاز کے کپتان نے یہ اعلان کیا کہ Alarm Bell (خطرہ کی خبر دینے والا گھنٹہ) جب بجایا جائے تب سب مسافر اپنے اپنے (Life Jackets) لائف جاکٹ پہنکر فوراً ڈیک پر آجائیں ، کوئی خطرہ اور خوف نہیں ہے۔ صرف یہ دیکھ لیتا ہے کہ لوگوں کو لائف جاکٹس کا پہننا آتا ہے یا نہیں۔

ہر کمرے میں ہر ایک برتھ پر ایک ایک لائف جاکٹ لگا رہتا ہے۔ وہ گردن میں پہن لیا جاتاہے۔ اس کے پہن لینے سے انسان پانی میں غرق نہیں ہو سکتا۔ اُس کے پہننے کی ترکیب اسی کے ساتھ لکھی ہوئی ہوتی ہے اور اُس کا فوٹو بھی کمرے میں لگا ہوا ہوتا ہے تاکہ اُس تصوریر میں دیکھ کر اور ترکیب کو پڑھ کر مسافر بآسانی اس کو استعمال کر سکے۔

## ابراہیم یوسفؔ

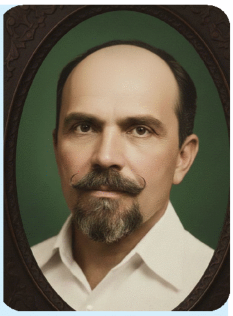

ابراہیم یوسفؔ کی پیدائش ۱۹۲۵ء کو بھوپال میں ہوئی۔ انہوں نے اردو اور سیاسیات میں وکرم یونیورسٹی سے ایم اے اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے بی ایڈ کیا۔ ہائر سیکنڈری اسکول بھوپال کے پرنسپل کے عہدے سے سبک دوش ہوئے۔ 'سوکھے درخت' 'طنزیہ ڈرامے' 'دھوئیں کے آنچل' اور 'پانچ چھے ڈرامے' ان کے ڈراموں کے مجموعے ہیں۔ انہوں نے ایک قدیم ڈراما 'صولتِ عالم گیری' بھی ترتیب دیا ہے۔ ان کا ایک ناول 'آبلے اور منزلیں' بھی شایع ہو چکا ہے۔ ادبی خدمات کے اعتراف میں ان کو اقبال سمان، مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی کا میر تقی میر ایوارڈ اور غالب ایوارڈ سے نوازا گیا۔ 'ہندی ادب کی تاریخ' اور 'اندرسبھا اور اندرسبھائیں' بھی ابراہیم یوسف کی مشہور تصانیف ہیں۔

## سرگرمیاں

- پُرانے زمانے میں ڈراما تھا لیکن تیز رفتار زمانے کے ساتھ فلم، سیریل، اور نئے زمانے میں ریل (Reel) اور سوشیل میڈیا ہماری روز مرہ زندگی پر زیادہ اثر ڈالتے ہیں۔ اپنے خیالات لکھیے۔
- اس ڈراما مرزا غالبؔ کے ایک حصّہ کو ریڈیائی ڈراما کی شکل میں ادا کیجیے۔
- ڈراما مرزا غالبؔ کے کسی ایک پسندیدہ کردار پر نوٹ لکھیے۔

## ڈراما

ڈراما ادب کی ایک اہم صنف ہے۔ ڈراما کسی قصے یا واقعے کو ادا کاروں کے ذریعے ناظرین کے رو برو عملاً پیش کرنے کا نام ہے۔ اس سے واضح ہو کہ ڈراما ناول یا افسانے کی طرح صرف لکھنے یا پڑھے جانے تک محدود نہیں ہوتا۔ اس کے لیے پیش کش ضروری ہے۔ یہ مکمل تب ہوتا ہے جب اسے عملاً اسٹیج پر پیش کر دیا جائے۔ ناول اور افسانے کی طرح ڈرامے میں بھی پلاٹ کردار، مکالمہ اور کوئی نہ کوئی مرکزی خیال ہوتا ہے۔ ڈرامے کو دو قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ (1) المیہ (tragedy) (2) طربیہ (comedy) ۔

اردو ڈرامے کی ابتدا واجد علی شاہ کا ڈراما 'رادھا کنھیا' اور امانت لکھنوی کی 'اندر سبھا' سے ہوئی۔ مگر پارسی تھیٹر کے ڈراموں سے اس کو عروج حاصل ہوا ۔ جس زمانے میں لکھنو اور اس کے اطراف میں اندر سبھاؤں کی دھوم مچی ہوئی تھی۔

پارسی تھیٹر کے ڈرامے ابتدائی اردو ڈراموں کی طرح منظوم ہوتے تھے۔ ان میں رقص، موسیقی اور گانوں کا استعمال بھی ویسا ہی تھا ۔ مگر پیش کش کا انداز ابتدائی ڈراموں سے مختلف تھا۔ اب اسٹیج کی پچھلی دیوار پر فطرت سے متعلق مناظر والے پر دے لگائے جانے لگے۔ ہر ذیلی سین (منظر) پر بھی پردہ گرنے اور اٹھنے لگا۔ اسٹیج پر طرح طرح کی مشینوں کا استعمال ہونے لگا۔ مکالموں میں دھیرے دھیرے نثر کا استعمال بڑھتا گیا اور گانے کم ہو تے گئے۔ فوق فطری واقعات اور کرداروں کے بجائے روز مرہ زندگی کے واقعات اور مسائل ڈرامے کا موضوع بنے لگے۔

مرزا غاؔلب : مرزا یوسف سے کہنا کہ تیرا بھی کوئی بھائی تھا۔ جب موت آئے گی تو تیرے پاس آ رہوں گا۔ اپنی بے کسی اور مجبوری کی تجھ سے داد چاہوں گا۔ (سب کی طرف دیکھ کر) حضرات، خدا حافظ۔

(سب لوگ آہستہ آہستہ گردن جھکائے چلے جاتے ہیں۔ مرزا غاؔلب تنہا کھڑے رہ جاتے ہیں۔ کچھ دیر بعد امراؤ بیگم آہستہ آہستہ آتی ہیں۔ ان کی آنکھوں میں آنسو ہیں۔ مرزا غاؔلب انھیں دیکھ کر) آپ کی آنکھوں میں آنسو! بیگم نہ یہ شکر کا مقام نہ شکایت کا۔ غالبؔ رحمتہ اللہ علیہ کا یہ شعر کس قدر حسبِ حال ہے۔

ہو چکیں غاؔلب بلائیں سب تمام  
ایک مرگ ناگہانی اور ہے

(گاؤ تکیے سے لگ کر بیٹھ جاتے ہیں اور خلاء میں گھورتے ہوئے)

"اے مرگِ ناگہاں تجھے کیا انتظار ہے"۔

(پردہ) (ابراہیم یوسؔف)

پہلا شخص : مرزا غالؔب! ہمیں افسوس ہے کہ.... خدا اس شہید کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔

مرزا غالؔب : میاں! آپ حضرات تشریف لائے۔ میری عزّت بڑھائی، یہ بہت ہے مگر...

دوسرا شخص : آپ فکر نہ فرمائیں، ہم سے جو کچھ بن سکے گا حتی المقدور اس میں کوتاہی نہ کریں گے۔

مرزا غالؔب : خدا آپ کو اس کا اجر دے گا۔ مرزا یوسف تو دیوانہ تھا مگر میں تو ہوش وحواس میں ہوں۔ یہ کیوں کر ممکن ہے کہ میں آپ کے ساتھ نہ چلوں۔

دوسرا شخص : آپ کا گھر سے نکلنا ابھی ٹھیک نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیے اور ہمیں اجازت دیجیے۔

مرزا غالؔب : مگر یہاں اس وقت غسّال اور گورکن کا کہاں سے انتظام ہوگا؟۔

پہلا شخص : یہ فرائض تو ہم خود ہی انجام دے لیں گے مگر بازار کا اس وقت ملنا واقعی امرِ محال ہے۔

مرزا غالؔب : (کلوّ کی طرف دیکھ کر) میاں کلوّ! بیگم سے کہو گھر سے سفید چادریں دے دیں۔

(کلوّ گھر کے اندر چلا جاتا ہے۔ مرزا غالؔب سب کی طرف دیکھ کر) واللہ حضرات! آپ مجھ پر وہ احسانِ عظیم فرما رہے ہیں کہ تا زندگی میں فراموش نہ کر سکوں گا۔

پہلا شخص : حضرت، آپ کیا فرما رہے ہیں۔ ہم آپ کے ان احسانوں کو کیوں کر فراموش کر سکتے ہیں جو آپ ہم پر فرماتے رہے ہیں۔

(کلوّ چادریں لے کر آتا ہے۔ مرزا غالب چادروں کو دیکھ کر)

(مرزا یوسف کا نوکر گھبرایا ہوا آتا ہے۔ چہرے سے پریشانی اور وحشت طاری ہورہی ہے مرزا غالؔب کو دیکھ کر)

نوکر : حضور، سرکار ایک گورے کی گولی سے.....

مرزا غالؔب : (ٹھنڈی سانس بھر کر) شہید ہوگئے..... (کچھ دیر بالکل خاموش کھڑے رہتے ہیں پھر نوکر کی طرف دیکھ کر) میاں ! یہ واقعہ کیوں کر ہوا؟

نوکر : چند گورے گلی میں گھنس آئے تھے۔ دھنا دھن گولیاں چلا رہے تھے۔ سرکار باہر جانے لگے۔ میں نے ہر چند روکا مگر مجھ بڈھے سے بے قابو ہو کر باہر نکل ہی گئے اور پھر ان کم بخت گوروں نے یہ نہ سوچا کہ دیوانے آدمی ہیں۔ دھائیں دھائیں گولیاں چلا دیں۔

(مرزا غالؔب پریشانی کے عالم میں دالان میں ٹہلنے لگتے ہیں۔ کلوّ کچھ دیر بعد)

کلوّ : میں جا کر کچھ محلے والوں کو جمع کرتا ہوں کہ ........

مرزا غالب : مگر آئے گا کون؟۔ واقعہ سخت ہے اور جان عزیز۔

(ایک سپاہی اور چند لوگ آتے ہیں)

مرزا غالب : (ٹھنڈی سانس بھر کر ) ایک میاں کالے صاحب کی حویلی کاکیا رونا بیگم، سارا شہر کھنڈر ہے۔ اگر کوئی سیاح آجائے تو دریبہ، چاوڑی، اجمیری دروازے کا بازار، اردو بازار بُلاقی بیگم کا کوچہ، خان دروازے کا بازار، گنتا پھرے اور کہے کہ اسی شہر کو دلّی والے 'عالم میں انتخاب' کہتے تھے۔

امراؤ بیگم : مگر میاں کالے کی حویلی میں میں نے اپنے زیورات اور قیمتی پوشاکیں منتقل کردی تھیں۔

مرزا غالب : (امراؤ بیگم کا چہرہ غور سے دیکھ کر پریشانی کی لہجے میں) واللہ بیگم! آپ نے اس امر کی ہمیں اطلاع تک نہیں دی۔

امراؤ بیگم : میں نے سوچا کہ میاں کالے صاحب مذہبی آدمی ہیں، نہ ان سے باز پرس ہوگی اور نہ کسی قسم کی دارو گیر۔

(مرزا غالب پریشان اور فکر مند بیٹھ جاتے ہیں۔ امراؤ بیگم اور وفادار آہستہ آہستہ چلی جاتی ہیں۔ کچھ دیر بعد کلّو آتا ہے)

مرزا غالب : (بے چینی سے) مرزا یوسف کی کچھ خبر لائے؟

کلّو : ماما اور ملازم کو پریشان کر رکھا ہے ۔ جب گولیوں کی آواز سنتے ہیں گھر سے باہر تشریف لے آتے ہیں۔ کل رات کچھ گورے گھر میں گھنس آئے تھے۔

مرزا غالب : خدا اس دیوانے کے حال پر رحم فرمائے ۔ کوئی ناخوشگوار واقعہ تو پیش نہیں آیا؟

کلّو : ماما اور ملازم کے گڑگڑانے پر اور تو کچھ نہیں کیا مگر کچھ سامان ضرور اٹھا لے گئے۔

مرزا غالب : اس لوٹ کھسوٹ میں نہ بڑا بھائی بچا نہ چھوٹا۔

(کلیان داخل ہوتا ہے۔ سر پر ایک بڑی سی چوٹی ہے اور دھوتی باندھا ہے۔ بغل میں کپڑے میں لپٹی ایک بوتل اور کاندھے پر ایک وزنی تھیلا ہے۔ تھیلا زمین پر رکھ کر کپڑے میں لپٹی بوتل اُس پر رکھتا ہے اور امراؤ بیگم کو دیکھ کر آنکھوں میں آنسو بھر کر)

کلیان : بیگم صاحبہ ابھی میں نے دیکھا کہ سرکار کچھ گورے سپاہیوں کے ساتھ (آواز نڈ ھال ہو جاتی ہے۔ وہ خاموش ہو کر آستین سے آنسو پونچھتا ہے، امراؤ بیگم اس کی طرف دیکھ کر پریشانی کے لہجے میں)

امراؤ بیگم : بھئی تم لوگ مجھے دیوانہ بنا کردم لو گے (چند سیکنڈ خاموش رہ کر) کدھر جارہے تھے وہ لوگ؟

کلیان :حاجی قطب الدین سوداگر کے مکان کی طرف۔ وہیں کچھ گوروں کا کیمپ ہے۔

(امراؤ بیگم خاموش رہتی ہیں۔ تھوڑی دیر بعد مرزا غالؔب چہرے پر پریشانی مگر ہونٹوں پر مسکراہٹ لیے داخل ہوتے ہیں ۔ مرزا کو دیکھ امراؤ بیگم کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں اور بے اختیار زبان سے نکلتا ہے )

امراؤ بیگم : میں پہلے شکرانے کا دوگانہ ادا کرلوں، پھر حاضر ہوتی ہوں۔

مرزا غالؔب : دوگانہ بھی ادا کر لیجیے گا، اب سنیے جب میں کرنل برون کے سامنے پیش ہوا تو اس نے کہا "well تم مسلمان ہو۔ میں نے کہا آدھا۔ وہ مسکرایا اور باعزت رہائی کا حکم دے دیا۔ اب فرمائیے پورے مسلمان کو یہ سعادت نصیب ہوتی؟"

امراؤ بیگم : (مُسکرا کر) آپ بھی کیسی باتیں کرتے ہیں؟۔ ( امراؤ بیگم کچھ دیر خاموش رہ کر) کلیان خبر لایا ہے کہ میاں کالے صاحب کی حویلی کو گوروں نے ڈھا ڈالا۔

مرزا غالب : اسے مزدوری سمجھو یا نوکری مگر اس فتنۂ آشوب میں، میں نے کسی مصلحت میں دخل نہیں دیا۔

دوسرا گورا : ہم کیسے جانیں کہ تم بادشاہ دہلی کا وفادار نہیں ؟

مرزا غالب : نہ میں کالوں کے زمانے میں کہیں گیا اور نہ گوروں کے زمانے میں گھر سے باہر نکلا کرنل برون صاحب کے زبانی حکم پر میری یہاں اقامت کا مدار ہے۔

پہلا گورا : پھر تم کو کرنل برون کے سامنے اپنی صفائی دینی ہوگی۔ (مرزا غالب کچھ سوچتے ہوئے) کیا سوچتا ہے؟ تمھیں ضرور کرنل برون کے سامنے چلنا ہوگا۔

مرزا غالب : خیر بھائی! چلتا ہوں۔ ... (آگے بڑھتے ہیں) چلیے۔

✍انگریزی افسر ولیم برون اور غالب کے بیچ میں ہوئی گفتگو کا رول پلے پیش کیجیے۔

امراؤ بیگم : اب یہ لوگ بچے نہیں کہ حالات نہ دیکھ رہے ہوں ۔ (کلوّ آتا ہے، امراؤ بیگم اسے دیکھ کر) یہ لیجیے، وہ کلوّ آ گیا۔

مرزا غاؔلب : (کلوّ کی طرف دیکھ کر) کیوں میاں کلوّ! کیا خبر لائے، شہر کا کیا حال ہے؟

کلوّ : دھائیں دھائیں گولیاں چل رہی ہیں سرکار۔

مرزا غاؔلب : کچھ مرزا یوسف کی بھی خبر پائی ؟

کلوّ :سرکار شہر میں تو ایک قیامت صغریٰ بپا ہے۔ میں نے بہت کوشش کی مگر مہاراجہ پٹیالہ کے آدمیوں نے دیوار کے دوسری جانب جانے ہی نہیں دیا۔

مرزا غاؔلب : مجھے اس کی فکر کھائے جارہی ہے۔

امراؤ بیگم : جانے بے چارے کس حال میں ہیں؟۔

مرزا غاؔلب : (گھبراکر) میاں کلوّ! جاکر خبر لاؤ، آخر کیا ماجرا ہے؟۔

کلوّ : سر کار! کچھ گورے دیوار پھاند کر اندر گھنس آئے ہیں۔

مرزا غاؔلب : لاحول ولاقوۃ الّا باللہ (امراء بیگم سے ) آپ اندر جائیں، جانے کم بخت کیا فساد پیدا کریں؟۔ (مرزا غالب برابر دالان میں ٹہلتے رہتے ہیں۔ کچھ دیر بعد دو تین گورے اور دو تین ہندوستانی سپاہی اندر آتے ہیں ، ایک گورا مرزا غاؔلب کو دیکھ کر)

پہلا گورا : wellتم ہی مرزا نوشہ ہے ؟

مرزا غاؔلب : ہاں میں ہی مرزا نوشہ ہوں۔

پہلا گورا : تم ہی بادشاہ کی غزلیں بنا تا تھا؟

مرزا غاؔلب : ہاں میں ہی یہ مزدوری کرتا تھا۔

دوسرا گورا : مزدوری کرتا تھا یا اس کا نوکر تھا ؟

دوروز میں روپیہ نہیں آیا تو بس اللہ ہی اللہ ہے۔

امراؤ بیگم :تو شہ خانے میں بھی اب کچھ نہیں ہے۔ شام کی فکر الگ کھائے جارہی ہے۔

مرزا غالؔب : (مُسکرا کر) بیگم! آپ تو نفلی روزے ہی شروع کر دیں گی مگر میرا کیا ہوگا اور پھر صاحب زادے ہیں، ابھی تو ان پر روزے بھی فرض نہیں ہیں ۔

امراؤ بیگم : خدا کے لیے اس وقت تو تمسخر نہ کیجیے ۔

مرزا غالؔب : واللہ بیگم سچ کہتا ہوں ۔ خیر مجھے بھی جانے دیجیے، آخر گھر میں کلوّ ہے کلیان ہے، نیاز علی اور ایاز ہیں، اور وفادار ہیں، یہ کس پاداش میں بھوکے رہیں گے؟

مزید خرچ آج سماج کی ایک بری عادت ہے۔ اس پر قابو پانے کے لیے ہم کیا کر سکتے ہیں؟

مرزا غالب دالان میں ایک گاؤ تکیے سے ٹیک لگائے بیٹھے ہیں۔ سامنے دیوان رکھا ہے۔ چہرے سے پریشانی اور فکرمندی ظاہر ہورہی ہے۔ کبھی کبھی پیچو ان سے کش لیتے ہیں۔ کچھ دیر بعد امراؤ بیگم دالان میں آتی ہیں۔ ان کے چہرے پر پریشانی کے ساتھ غصہ بھی ہے۔ مرزا غالب نظر اٹھا کر اُمراؤ بیگم کو دیکھتے ہیں۔

امراؤ بیگم : (جھنجلاہٹ سے) ان صاحب زادوں نے تو ناک میں دم کر رکھا ہے۔ ایسی ضد کرتے ہیں کہ.......

مرزا غالب : (بات کاٹ کر کیا مقدمہ درپیش ہے بیگم جو یوں آپے سے باہر ہوئی جارہی ہیں؟

امراؤ بیگم : کیا مقدمہ درپیش ہوگا، بس یہ ضد ہیں کہ میٹھا پانی پئیں گے کل بارش کے وقت ایک گھڑا پانی جمع کیا تھا سو وہ آپ کے لیے رکھ چھوڑا ہے۔

مرزا غالب : (مسکرا کر) بیگم اور بارش ہی کا تو پانی ہے، آبِ زمزم تو نہیں۔

امراؤ بیگم : بس آپ کی اِنہیں ناز برداریوں نے تو اُنہیں ضدی بنا دیا ہے۔

مرزا غالب : اب وہ ہم سے ضد نہیں کریں گے تو اور کس سے کریں گے؟

امراؤ بیگم : لیکن ضد کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔

مرزا غالب : (بات ٹالنے کے انداز میں) ارے ہاں بیگم ! نواب ضیا الدین احمد خاں نے آپ کے وظیفے کے روپے بھیجے کہ نہیں؟

امراؤ بیگم : جی ابھی تک نہیں ۔

مرزا غالب : ویسے تو وہ ہمیشہ روپے مقررہ وقت پر بھیجتے ہیں۔

امراؤ بیگم : جی ہاں اس بار جانے کیوں تاخیر ہو گئی ۔

مرزا غالب : وہ خود مجبور ہوں گے۔ شہر تو دوزخ کا نمونہ بنا ہوا ہے۔ اگر ایک

سبق: ۷

# مرزا غالبؔ

"ناظرینِ کرام....

چند ہی لمحوں میں مشہور ڈراما 'مرزا غالبؔ' اسٹیج کیا جائے گا۔ برائے کرم اپنی نشستوں پر تشریف فرمائیں....

**کردار**

| | | |
|---|---|---|
| امراؤ بیگم | : | مرزا غالبؔ کی بیوی |
| کلوؔ | : | نوکر |
| وفادار | : | نوکرانی |
| کلیان | : | ملازم |
| ان کے علاوہ | : | دو گورے اور ایک ہندوستانی، دو چار پڑوسی |

## لاحقے

- انگلستان کی نامور رائل ایشیاٹک سوسائٹی نے سرسید کو انزیری فیلو مقرر کیا۔
- "علی گڈھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ" نے اہلِ ملک کو صحیح اخبار نویسی کا سبق دیا۔
- اور وہیں سے اپنے ملک میں ایسی درس گاہیں قائم کرنے میں اہم رول ادا کیا۔

اوپر کے جملوں میں نامور، اخبار نویسی اور درس گاہیں وغیرہ الفاظ میں ور' نویسی اور گا ہیں لاحقے ہیں۔ لاحقے وہ حروف یا الفاظ ہیں جنہیں کسی بھی لفظ کے آخر میں لگا کر نئے الفاظ بنائے جاتے ہیں۔

مثلاً:- مال دار، آرام گاہ، عقل مند، امن پسند وغیرہ

## سرگرمیاں

ترجمہ کیجیے۔

Dr. A.P.J. Abdul Kalam was born in Rameswaram, Tamil Nadu. He was a great scientist and president of India. He is called 'Missile man of India. He dedicated his life to the country. He asked students to dream big. Dr. kalam wrote many books like Wings of Fire, Ignited Minds.

دہلی کی تاریخی عمارتوں کی فہرست تیار کر کے اُس میں سے اپنی پسند کی کسی ایک عمارت کے بارے میں نوٹ تیار کیجیے۔

خاکہ نگار عبدالحق کے بارے میں مختصر نوٹ تیار کیجیے۔

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے بارے میں معلومات فراہم کیجیے۔

کیا۔ لیکن سر سید احمد خان کا سب سے بڑا اور بے مثل کام مدرستہ العلوم مسلمانان علی گڑھ کا قائم کرنا تھا۔ یہ بعد میں محمڈن آنگلو اورینٹل کالج اور بعد میں M.A.O کالج علی گڑھ کے نام سے مشہور ہے۔ آج وہ کالج، علی گڈھ مسلم یونیورسٹی کے نام سے دنیا بھر میں مشہور ہے۔ ان کے یہ کارنامے قومی خدمت کا سب سے بڑا ثبوت ہیں۔ کالج کے قیام کے بعد سر سید نے ملازمت سے قطع تعلق کر لیا اور آخری دم تک علی گڑھ میں ہی رہے۔

ان کا دوسرا بڑا اور اہم کام 'محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس' ہے ۔ اس کانفرنس نے مسلمانوں میں تعلیم کا شوق پیدا کیا اور ان کے دلوں میں علم کے حصول اور آگے بڑھنے کا ولولہ پیدا کیا۔ اس نامور بزرگ اور محسن کا انتقال ۸۰ برس کی عمر میں ۱۸۹۸ء میں ہوا۔

## مولوی عبد الحق

مولوی عبدالحق 'بابائے اردو' کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ وہ ایک عظیم اردو مفکر، محقق، ماہر لسانیات اور معلم تھے۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی اردو زبان کے فروغ اور ترقی کے لیے وقف کر دی تھی۔ ان کی پیدائش ۲۰ اپریل ۱۸۷۰ء کو میرٹھ میں ہوئی۔ علی گڑھ کالج سے بی اے ڈگری حاصل کی۔ سر سید احمد خان کی صحبت اور سفارش سے محمد یوسف نے ان کو 'بابائے اردو' کا خطاب دیا۔ ۱۹۱۲ء میں وہ انجمن ترقی اردو کے سیکرٹری بنے۔ ادبی اور تحقیقی کاموں میں مولوی صاحب نے قدیم اردو ادب کو دریافت کرکے ان پر ایک قیمتی مقدمہ لکھ کر شائع کیا جس سے اردو تنقید و تحقیق کی ایک مضبوط بنیاد پڑی۔ عبدالحق نے اپنی پوری زندگی اردو زبان کی خدمت میں گزاری۔ ان کا انتقال ۱۶ اگست ۱۹۶۱ء میں کراچی میں ہوا۔ اردو زبان کی تاریخ، قواعدِ اردو، اردو لُغت نویسی وغیرہ ان کی مشہور تصانیف ہیں۔

سرسید کو تالیف و تصنیف کا شوق شروع ہی سے تھا۔ اُن کا تبادلہ دلی سے بجنور ہوا، بجنور کے قیام کے وقت انہوں نے بجنور کی تاریخ لکھی۔ انہوں نے 'آئینِ اکبری' کی تصحیح کی ۔ یہ شہنشاہ اکبر کے فاضل وزیر ابوالفضل کی تصنیف ہے اور نہایت لاجواب کتاب ہے۔

مرادآباد کے قیام کے زمانے میں سرسید نے ایک مدرسہ قائم کیا۔ اسی طرح غازی پور کے قیام کے زمانے میں بھی انہوں نے ا یک مدرسہ قائم کیا۔

جب ۱۸۸۴ء میں سرسید کا تبادلہ علی گڑھ ہوا تو سائنٹفک سوسائٹی بھی علی گڑھ میں منتقل ہوگئی۔ اس سوسائٹی نے سائنس، تاریخ، معاشیات وغرہ کی بہت سی کتابوں کا اردو میں ترجمہ کیا۔ اس کی عمارت ابھی تک علی گڑھ میں موجود ہے۔ سائنٹفک سوسائٹی سے انہوں نے ایک اخبار بھی علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ کے نام سے نکالا جو سرسید کے بعد بھی جاری رہا۔ اس میں بڑے اچھے مضامین شائع ہوتے تھے۔ اس اخبار نے اہل ملک کو صحیح اخبار نویسی کا سبق دیا۔

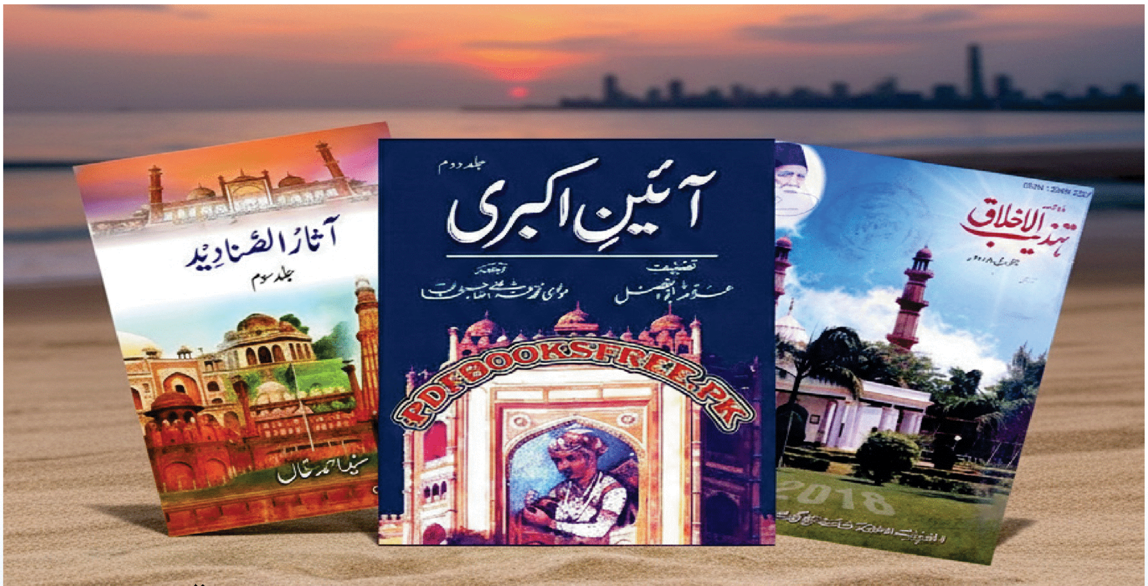


سرسید نے انگلستان کا بھی سفر کیا اور وہاں کی نامور اور معزز تعلیم گاہوں اور یونیورسٹیوں کو بغور دیکھا اور وہیں سے اپنے ملک میں ایسی درس گاہیں قائم کرنے میں اہم رول ادا کیا۔ انگلستان سے واپس آنے کے بعد سرسید نے رسالہ 'تہذیب الاخلاق' جاری

# سر سید احمد خان

سرسید احمد خان کو ہندوستان کے عظیم ترین شخصیتوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ وہ اپنی قوم کے بڑے مصلح اور محسن تھے ۔ وہ دلّی کے رہنے والے تھے ۔ ان کے بزرگ ہندوستان میں مغل بادشاہ شاہ جہاں کے وقت میں آئے اور اس وقت سے آخر تک ان کے خاندان کا تعلق مغل سلطنت اور مغل بادشاہوں سے رہا۔ جب وہ مصنف تھے تو انہوں نے ایک ایسا کام کیا جو علمی دنیا میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ وہ 'آثارالصّنادید' کی تصنیف تھی۔ اس کتاب میں دہلی کی قدیم عمارتوں کے نقشے ، دہلی کے مشہور اور نامور لوگوں کے حالات لکھے ہیں ۔ اس کتاب کی تالیف میں انہیں بڑی محنت اور مشقت اٹھانی پڑی ۔ یورپ میں اس کتاب کی بڑی قدر ہوئی۔ اسی زمانے میں اس کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں ہوا اور انگلستان کی نامور رائل ایشیاٹک سوسائٹی (Royal Asiatic Society) نے سرسید کو آنریری فیلو مقرر کیا۔

یہ سب دہلی کی تاریخی اور عالی شان عمارتیں ہیں۔ اسی طرح کی تاریخی عمارتوں کی تصویریں جمع کیجیے۔

سبق: ٦

# خاکہ نگاری

ادب کا دروازہ اتنا چھوٹا اور تنگ ہوتا ہے
کہ اس میں داخل ہونے سے پہلے سر کو جھکانا پڑتا ہے

سر سیّد احمد خان

ارمان: منوج بھیّا ...! آپ اب علی گڑھ یونیورسٹی سے ایم. اے کر رہے ہیں نا؟ مجھے بی. اے میں داخلہ لینا ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

منوج: ارے واہ! بہت اچھا فیصلہ ہے۔ سرسید احمد خان کی قائم کردہ یونیورسٹی ہندوستان کی قدیم ترین اور بہترین یونیورسٹیوں میں سے ایک ہے۔ جہاں دنیا کے ہر کونے سے طلباء ہاسٹل میں رہ کر تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔

# شکیل بدایونی

شکیل بدایونی اردو کے ممتاز شاعر اور فلمی نغمہ نگار تھے جنہوں نے اردو شاعری اور بالی وڈ فلمی نغموں کو نئی جہت دی۔ ان کی شاعری میں سادگی اور اثر پزیری ان کی پہچان بنی۔ شکیل بدایونی کا اصل نام شکیل احمد تھا۔ اور وہ ۳ اگست ۱۹۱۶ء کو بدایون، اتر پردیش میں پیدا ہوئے۔ شکیل نے ابتدائی تعلیم مکتب اور مدرسِ بدایون سے حاصل کی جہاں انہوں نے اردو، فارسی اور عربی زبانیں سیکھیں۔ بعد میں انہوں نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ جہاں انہوں نے مشاعروں میں حصّہ لیکر جلد ہی شہرت حاصل کی۔

شکیل بدایونی نے اپنے فلمی کیریئر کا آغاز ۱۹۴۶ء میں کیا ۔ ان کا پہلا فلمی گیت 'افسانہ لکھ رہی ہوں' فلم 'درد' کے لیے تھا جو زبردست کامیاب رہا۔ اس کے بعد ۸۹ فلموں کے لیے ۲۰۰ سے زیادہ نغمے لکھے۔ انہیں لگاتار ۳ سال فلم فیر ایوارڈ سے نوازا گیا ہے۔ شکیل بدایونی کی شاعری کے پانچ مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ ان میں 'نغمہ فردوس، صنم و حرم، رعنائیاں وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ شکیل بدایونی کے نغمے اور شاعری آج بھی زندہ ہیں۔ انہیں بالی وڈ سنیما کے عظیم نغمہ نگاروں میں شمار کیا جاتاہے۔ ان کا انتقال ۲۰ اپریل ۱۹۷۰ء کو ۵۳ سال کی عمر میں ممبئی میں ہوا۔

## سرگرمیاں

- مفہوم لکھیے۔

مرے ہم نفس مرے ہم نوا مجھے دوست بن کے دغا نہ دے
میں ہوں دردِ عشق سے جاں بہ لب مجھے زندگی کی دعا نہ دے

- اس غزل کے مقطع کا مفہوم اپنے الفاظ میں لکھیے۔
- غزل کی خصوصیات اپنے الفاظ میں لکھیے۔

# فنِ غزل

غزل اردو شاعری کی سب سے مقبول صنف ہے۔ لفظ غزل کے معنی عورتوں سے باتیں کرنا یا عورتوں کی باتیں کرنا ہے - حسن و عشق ہی غزل کا موضوع ہوتا ہے۔ عصرِ حاضر میں غزل کے موضوعات میں وسعت پیدا ہوتی گئی اور غزل میں ہر طرح کے موضوعات پیش کرنے کی گنجائش ہے۔ غزل کے تمام مصرعے ایک ہی وزن اور ایک ہی بحر کے ہوتے ہیں۔ غزل کے پہلے شعر کو مطلع کہتے ہیں جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ اور ہم ردیف ہوتے ہیں۔ ردیف وہ لفظ ہے یا الفاظ کا مجموعہ ہے جسے ہر شعر کے آخر میں دہرایا جاتا ہے یا آخری چند حرف یکساں ہوتے ہیں۔ بہر حال غزل ایک غنائی صنفِ شاعری ہے ۔ ترنّم اور موسیقی سے اس کا گہرا تعلق ہے۔ یہی سبب ہے کہ غزل کو دنیا بھر میں مقبولیت حاصل ہوئی۔

غزل میں خیالات کو تسلسل کے ساتھ پیش کیا جا سکتا ہے۔ غزل گو شعرا میں مرزا اسد اللہ بیگ خان غالبؔ، میر محمد تقی میرؔ، میر دردؔ، مومن خان مومنؔ، شہریارؔ، گلزارؔ وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ غزل گلوکاروں میں مہدی حسن، غلام علی، جگجیت سنگھ، پنکج اُدھاس، ہری ہرن وغیرہ بہت مشہور ہیں۔

ذیل میں دیے گئے غزل گلوکاروں کو پہچانیے اور ان کی گائی ہوئی کسی ایک غزل کا ایک شعر نیچے دیے ہوئے کالم میں لکھیے۔

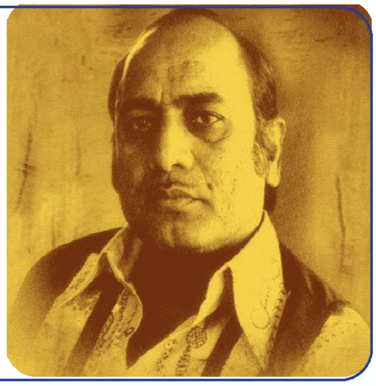

مہدی حسن

پیار بھرے دو شرمیلے نین
جن سے ملا میرے دل کو چین

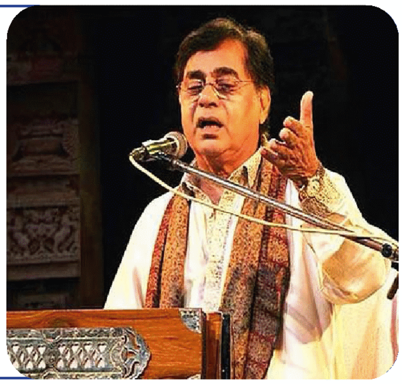

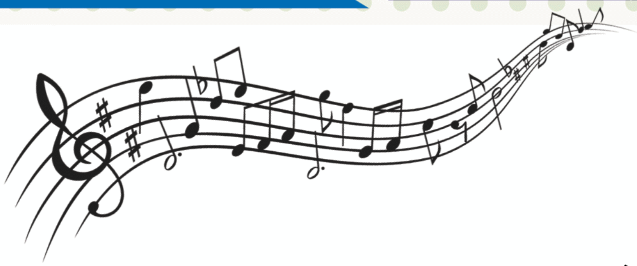

مرے ہم نفس مرے ہم نوا مجھے دوست بن کے دغا نہ دے
میں ہوں درد عشق سے جاں بہ لب مجھے زندگی کی دعا نہ دے

میرے داغ دل سے ہے روشنی اسی روشنی سے ہے زندگی
مجھے ڈر ہے اے مرے چارہ گر یہ چراغ تو ہی بجھا نہ دے

مجھے چھوڑ دے مرے حال پر ترا کیا بھروسہ ہے چارہ گر
یہ تری نوازش مختصر مرا درد اور بڑھا نہ دے

مرا عزم اتنا بلند ہے کہ پرائے شعلوں کا ڈر نہیں
مجھے خوف آتش گل سے ہے یہ کہیں چمن کو جلا نہ دے

وہ اٹھے ہیں لے کے خم و سُبو ارے او شکیل کہاں ہے تو
ترا جام لینے کو بزم میں کوئی اور ہاتھ بڑھا نہ دے

شکیل بدایونی

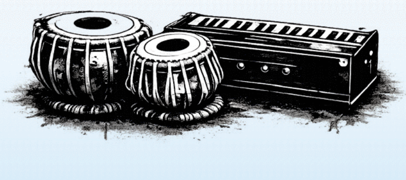

سبق : ۵

# غزل

بقول رشید احمد صدیقی ”غزل اردو شاعری کی آبرو ہے“۔ اس صنف کی مقبولیت کا راز صرف اس کے عشقیہ مضامین تک محدود نہیں، بلکہ اس کی منفرد اور ہیئت ، تہذیبی و ثقافتی ورثے کا حسین امتزاج ہے۔ صدیوں گزرنے کے باوجود بھی اس کی مقبولیت میں کوئی کمی نہیں آئی۔

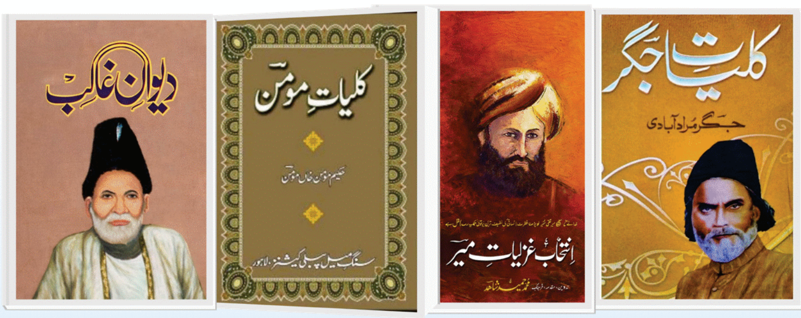

یونٹ: II

# دل کی صدا


۱) غزل ۳۳

۲) سر سیّد احمد خان ۳۸

۳) غالؔب ۴۳

۴) یورپ ڈائری ۵۵

## نئے الفاظ

| | |
|---|---|
| اعلان | خبر عام کرنا |
| بادِ نسیم | ٹھنڈی ہوا |
| باز نہ آنا | کسی کام یا عادت سے ترک نہ کرنا |
| بکھر نا | پھیل جانا |
| پھیرنا | گھومنا |
| پوتا | بیٹے کا بیٹا |
| تربیت | عملی کیفیت کو بنانا |
| ٹپ ٹپ گرنا | بوند بوند گرنا |
| ٹکر ٹکر | حیرت سے، تعجب کے ساتھ |
| ٹھکانہ نہ رہنا | بہت زیادہ پریشان ہونا |
| چھڑ جانا | شروع ہو جانا |
| چَونکنا | کسی چیز کا اچانک گزر جانا |
| خاوند | شوہر |
| خود غرضی | صرف اپنے فائدے کے بارے میں سوچنا |
| دل لگانا | دلچسپی لینا |
| ڈھاڑ مارنا | زور سے چلّانا، چینخا |
| ذہین | عقل مند |
| سرحد | جغرفیائی حد |
| سِلائی | کپڑے سینے کا عمل |
| صحرا | ریگستان |
| فارغ ہونا | آزاد ہونا، چھٹکارا پانا |
| قابل ہونا | کسی کام کے لائق ہونا |
| قطرہ | بوند |
| گزر بسر کرنا | زندگی گزارنا |
| محاذ | جنگی میدان |
| ہولے سے چلنا | آہستہ چلنا |

| اردو کے مشہور قطعہ گو شعراء | | | | |
|---|---|---|---|---|
| 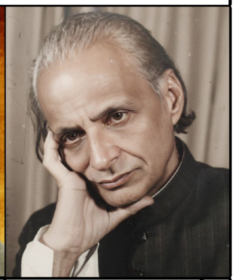 | 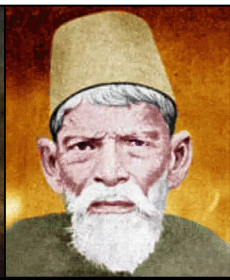 | 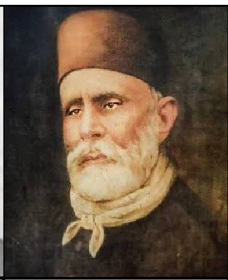 | 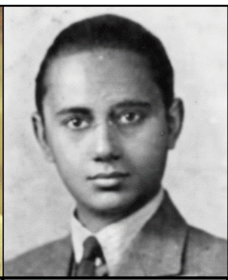 | 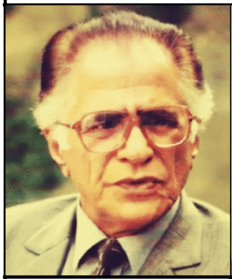 |
| رئیس امروہوی | اکبر الہ آبادی | الطاف حسین حالی | اختر انصاری | احمد ندیم قاسمی |

## سرگرمیاں

✍ ذیل میں دی گئی اصناف کا موازنہ کیجیے۔

| رباعی | قطعہ |
|---|---|
| 1. چار مصرعے ہوتے ہیں۔<br>2. ..............................<br>3. ..............................<br>4. ..............................<br>5. .............................. | چار یا چار سے زیادہ مصرعے ہوتے ہیں۔ |

✍ قطعہ پڑھ کر مفہوم اپنے الفاظ میں لکھیے۔

✍ کسی ایک قطعہ نگار کے بارے میں مختصر نوٹ تیار کیجیے۔

## قطعہ

قطعہ کا لغوی معنٰی ٹکڑے کے ہیں۔ قطعہ میں غزل یا قصیدے کی طرح کوئی مطلع یا قافیہ والا شعر نہیں ہوتا۔ تمام اشعار کے صرف دوسرے مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ قطعہ کے اشعار مسلسل ہوتے ہیں۔ مضمون یا مفہوم کے اعتبار سے قطعہ کے لیے مستقل اور مکمل ہونا ضروری ہے۔ ہر قسم کے مضامین اس میں سما سکتے ہیں۔ قطعہ کے لیے کم سے کم چار مصرعے ہوتے ہیں۔ عام طور پر قطعے میں اخلاقی مضامین باندھے جاتے ہیں۔ فیض احمد فیضؔ، اکبرؔ الہ آبادی اور اختر انصاری اس میدان میں مشہور ہیں۔

## فیض احمد فیضؔ

فیض احمد فیضؔ اردو کے مشہور و معروف انقلابی شاعر تھے۔ وہ ۱۹۱۱ء میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک صحافی، دانشور اور ترقی پسند تحریک کے روحِ رواں بھی تھے۔ ان کی نظموں اور غزلوں میں طبقاتی نا انصافی، غربت اور جبر کے خلاف ایک پُر اثر احتجاج پایا جاتاہے۔ وہ غریبوں اور محنت کشوں کی آواز بن کر ابھرے۔ 'نقش فریادی، میرے دل میرے مسافر اور دستِ صبا' ان کے شعری مجموعوں میں اہم ہیں۔ ان کی زبان سادہ ، شائستہ اور عام فہم ہے۔ مگر ان کے اشعار میں معنٰی کی گہرائی اور فلسفیانہ بصیرت موجود ہیں۔ اُن کا انتقال ۱۹۸۴ء میں ہوا۔

سبق: ۴

# قطعہ

رات یوں دل میں تری کھوئی ہوئی یاد آئی
جیسے ویرانے میں چُپکے سے بہار آ جائے
جیسے صحراؤں میں ہولے سے چلے بادِ نسیم
جیسے بیمار کو بے وجہ قرار آ جائے

فیض احمد فیضؔ

بڑے تعلیمی و سائنسی اداروں کی بنیاد رکھی تاکہ بھارت خود کفیل ہو سکے ۔ نہرو نہ صرف ایک سیاست دان تھے بلکہ ایک بہترین مصنف اور مورخ بھی تھے۔ میری کہانی (An Autobiography)، تلاشِ ہند (The Discovery of India)، بیٹی کے نام باپ کے خط (Letter from a father to a daughter)، تاریخِ عالم کی جھلکیاں (Glimpses of World History)، ان کی اہم تصانیف ہیں۔

## سرگرمیاں

- یومِ اطفال کے موقع پر آپ کے اسکول میں منعقد ہونے والے پروگرام کے افتتاح کرنے کے لیے صدرِ پنچایت کو مدعو کرتے ہوئے ایک E Mail تیار کیجیے۔
- دیے گئے اشاروں کی مدد سے آزاد ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم پنڈت جواہرلال نہرو کا پروفائل تیار کیجیے۔

| | |
|---|---|
| اصل نام | پنڈت جواہرلال نہرو |
| تاریخ پیدائش | ۱۴ نومبر ۱۸۸۹ء |
| والدین | موتی لال نہرو اور سوروپ رانی |
| سیاسی جماعت | انڈین نیشنل کانگریس |
| تصانیف | میری کہانی، تلاشِ ہند، تاریخِ عالم کی جھلکیاں، بیٹی کے نام باپ کے خط |
| وفات | ۲۷ مئی ۱۹۶۴ء |
| اعزازات | بھارت رتن |
| آخری آرام گاہ | شانتی ون |

## جواہر لال نہرو

پنڈت جواہر لال نہرو آزاد ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم، تحریکِ آزادی کے ممتاز رہنما اور جدید بھارت کے معمار تسلیم کیے جاتے ہیں۔ بچوں سے محبت کرنے کی وجہ سے 'چاچا جی' کے نام سے مشہور ہیں۔ نہرو کی پیدائش ۱۴ نومبر ۱۸۸۹ء کو الٰہ آباد میں ایک کشمیری پنڈت خاندان میں ہوئی۔ انہوں نے برطانیہ کے مشہور تعلیمی اداروں 'ہارو' (Harrow) اور 'کیمبرج یونیورسٹی' سے تعلیم حاصل کی، جہاں سے انہوں نے قدرتی علوم میں ڈگری لی۔ جواہر لال نہرو نے بھارت واپسی کے بعد عملی سیاست میں قدم رکھا اور جلد ہی مہاتما گاندھی کے قریبی ساتھی بن گئے۔ جدوجہدِ آزادی کے دوران انہیں کئی بار گرفتار کرکے جیل بھیجا گیا، جہاں انہوں نے اپنی مشہور کتابیں تحریر کیں۔ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو بھارت کی آزادی کے بعد نہرو پہلے وزیر اعظم بنے اور ۱۹۶۴ء میں اپنی وفات تک اس عہدے پر فائز رہے۔ انہوں نے بھارت کو ایک جمہوری اور سیکولر ملک بنانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ انہوں نے 'پلاننگ کمیشن' قائم کیا اور آئی آئی ٹی (IIT) جیسے

اور کیا غلط؟ کیا کرنا چاہیے اور یا نہ کرنا چاہیے اور اس بحث و مباحثہ سے کبھی کبھی کوئی سچائی نکل آتی ہے۔ اس لیے میں نصیحت نہیں کروں گا۔ پھر کیا کروں؟ خط باتوں کی جگہ لے نہیں سکتا، کیونکہ یہ ایک طرفہ ہوتا ہے۔ اس لیے میں اگر کوئی بات کہوں اور وہ تم کو نصیحت لگے، تو اسے کڑوی گولی سمجھ کرمت نگلو۔ بس یہ سمجھو کہ میں تم کو مشورہ دے رہا ہوں ، اور گویا ہم تم آمنے سامنے بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔

میں نے تم کو لمبا سا خط لکھ ڈالا، ابھی بہت سی باتیں باقی ہیں۔ اتنی باتیں اس خط میں کیسے آسکتی ہیں! تم بڑی خوش قسمت ہو کہ اپنے ملک کی آزادی کی جدوجہد کو دیکھ رہی ہو ۔ تم اس لحاظ سے بھی خوش قسمت ہو کہ ایک بہادر عورت تمہاری ماں ہے۔ اگرتم کو کبھی کسی بات میں شبہ ہو اور یا تم کسی پریشانی میں مبتلا ہو تو تم کو ماں سے بہتر ساتھی نہیں مل سکتا۔

خدا حافظ بیٹی ! میری دعا ہے کہ تم ایک دن بہادر سپاہی بنو اور ہندوستان کی خدمت کرو۔

محبت اور نیک خواہشات کے ساتھ

جواہر لال نہرو

سبق: ۳

# خط

ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کا خط، اپنی بیٹی اندرا کے نام

سینٹرل جیل نینی (الہ آباد)

۲۶ اکتوبر ۱۹۳۰ء

پیاری بیٹی!

تمہیں اپنی سال گرہ کے موقع پر تحفے اور نیک خواہشات ملتی ہی رہی ہیں۔ نیک خواہشات کی تو اب بھی کوئی کمی نہیں لیکن میں نینی جیل سے تمہارے لیے کیا تحفہ بھیج سکتا ہوں؟ نیک خواہشات کا تعلق تو دل سے ہے، جیسے کوئی پری تمہیں یہ سب کچھ دے رہی ہو۔ یہ وہ چیزیں ہیں جنہیں جیل کی اونچی دیواریں بھی نہیں روک سکتیں۔

تم خوب جانتی ہو کہ مجھے نصیحت کرنے سے کتنی نفرت ہے۔ جب کبھی میرا جی چاہنے لگتا ہے کہ نصیحت کروں تو ہمیشہ اس عقل مند کی کہانی یاد آجاتی ہے جو میں نے کبھی پڑھی تھی۔ شاید ایک دن تم بھی وہ کتاب پڑھو جس میں یہ کہانی بیان کی گئی ہے۔ اور یہ بھی جانتا ہوں کہ میری عقل میرے پیٹ میں نہیں ہے، بلکہ جہاں کہیں بھی ہو، اس میں اتنی گنجائش ہے کہ بہت کچھ اور سما سکے اور جب میری عقل محدود ہے تو میں کیسے ایک عقل مند آدمی بن کر دوسروں کو مشورہ دوں۔ اس لیے یہ جاننے کی کوشش کرتا ہوں کہ کیا صحیح ہے

# سرگرمیاں

- دادی اماں نے ہمّت کے ساتھ مشکلات کا سامنا کیا تھا۔ آپ مشکل حالات کا سامنا اپنی زندگی میں کیسے کریں گے؟
- جنگ کے خلاف چند نعرے (Slogans) تیار کیجیے۔
- N.C.C. بچوں کی ٹرائننگ کے لیے آپ کے اسکول میں فوجی افسر آتے ہیں ۔ افسر اور بچوں کے درمیاں ہونے والی گفتگو تیار کیجیے۔

- تصویروں میں دیے گئے افسانہ نگاروں کو پہچان لیجیے اور ان کے افسانے جمع کر کے ایک فہرست تیار کیجیے۔

| پریم چند | سعادت حسن منٹو | قرۃ العین حیدر | راجندر سنگھ بیدی |
|---|---|---|---|
| کفن | .............. | ............. | ............. |
| .............. | ............. | ............. | .............. |
| ............. | ............. | .............. | ............. |

# اشتیاق احمد

اشتیاق احمد اردو ادب کے ان نامور ادیبوں میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے بچوں اور نوجوانوں کے لیے نہایت دلچسپ اور سبق آموز ادب تخلیق کیا۔ ان کی تحریروں نے کئی نسلوں میں مطالعہ کا شوق پیدا کیا اور اردو زبان کو عوامی سطح پر مقبول بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ انھوں نے سب سے زیادہ کہانیاں بچوں کے لیے لکھی ہیں۔ وہ ۵ اگست ۱۹۴۴ء میں ہندوستان کی ایک چھوٹی سی ریاست ہریانہ کے شہر 'پانی پت' میں پیدا ہوئے۔

اشتیاق احمد کی زبان سادہ رواں اور عام فہم ہے جس کی وجہ سے بچے اورنوجوان ان کی تحریروں کو شوق سے پڑھتے ہیں۔ انھوں نے اردو ادب میں بچوں کے لیے معیاری اور دلچسپ ادبی فن پارے تحریر کرکے ایک بڑا خلا پُر کیا۔ ان کی ادبی خدمات کو ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

"دادی امّاں! ہم وعدہ کرتے ہیں۔" سب ایک ہی سُر میں کہنے لگے۔"

"دادی امّاں! آپ نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ وہ عورت کون ہے؟ کہاں رہتی ہے؟ اس کا کیا نام ہے؟"

اچانک دادی امّاں کی آنکھوں سے آنسو ٹِپ ٹِپ گرنے لگے، پھر وہ روتے روتے مسکرائیں اور بولیں: "میرے پیارے بچو! وہ عورت میں ہی ہوں۔ میرا ہی بیٹا شہید ہوا تھا۔"

بچے سنجیدہ اور گہری فکر میں اپنی دادی امّاں کو فخر سے دیکھتے ہی رہ گئے۔

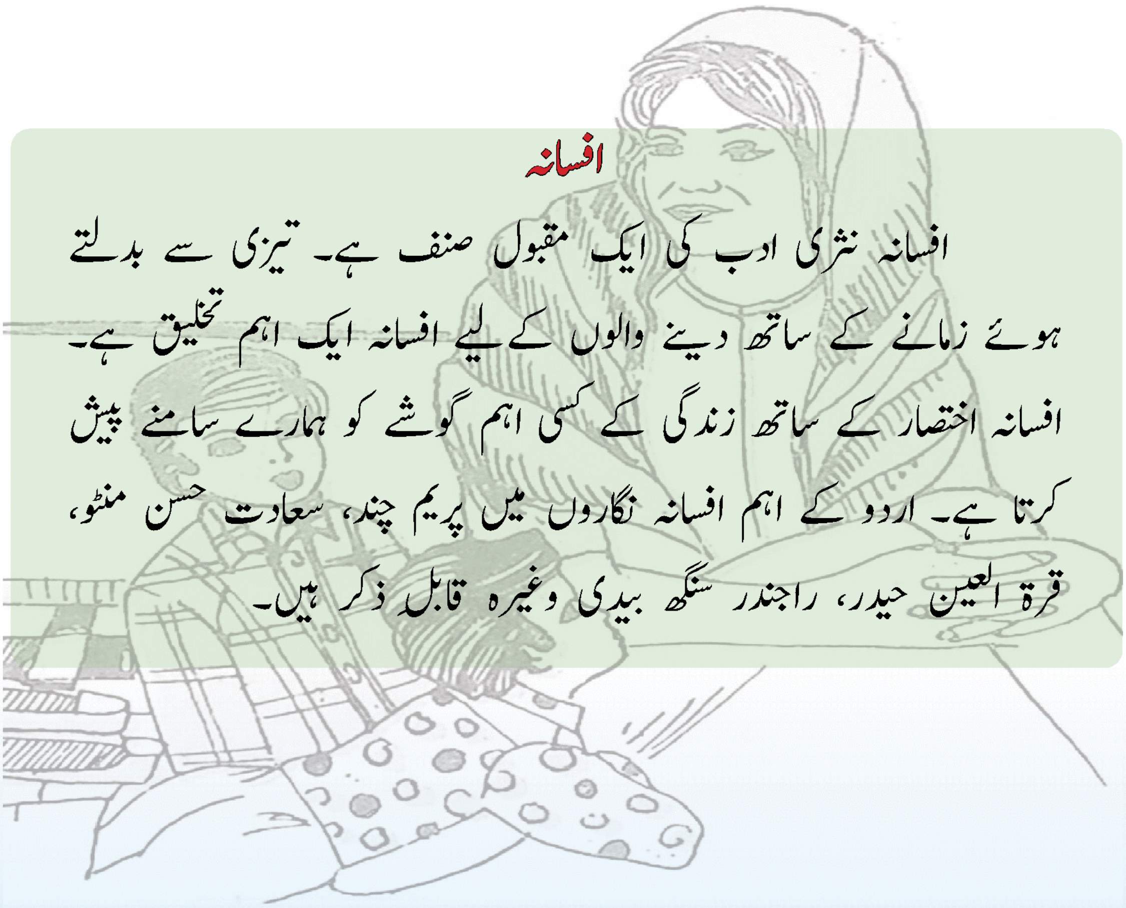

**افسانہ**

افسانہ نثری ادب کی ایک مقبول صنف ہے۔ تیزی سے بدلتے ہوئے زمانے کے ساتھ دینے والوں کے لیے افسانہ ایک اہم تخلیق ہے۔ افسانہ اختصار کے ساتھ زندگی کے کسی اہم گوشے کو ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔ اردو کے اہم افسانہ نگاروں میں پریم چند، سعادت حسن منٹو، قرۃ العین حیدر، راجندر سنگھ بیدی وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔

ایک بار پھر وہی دوسروں کے گھروں کے کام ۔ پہلے وہ اپنے بیٹے کے لیے کام کرتی تھی۔ اب اپنے پوتوں اور بہو کے لیے ۔" بچو! جانتے ہو، اب وہ اپنے پوتوں کو کیا نصیحت کرتی ہے؟ وہ انہیں خوب پڑھنے لکھنے کی نصیحت کرتی ہے، تاکہ وہ ایک دن بڑے افسر بن سکیں اور اگر ملک کو ان کی ضرورت پڑجائے تو اس کی خاطر اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہادیں۔ اتنا کہہ کر دادی امّاں خاموش ہو گئیں۔

سب بچے ٹکر ٹکر ان کے منہ کی طرف دیکھنے لگے:

"آگے سنائیے نا دادی امّاں۔"

"بس بچو۔ کہانی تو ختم ہوگئی۔"

"کیا؟ کہانی ختم ہوگئی!"

"ہاں بچو! کہانی ختم بھی ہوگئی اور نہیں بھی ہوئی۔ ختم اس طرح کہ اس کا بیٹا شہید ہوگیا اور ابھی ختم اس طرح نہیں ہوئی کہ اب وہ اپنے بیٹے کے بیٹوں کو پڑھا رہی ہے۔ جب وہ بڑے ہوجائیں گے تو ہوسکتا ہے کہ کسی دن پھر جنگ چھڑ جائے اور انہیں اپنی جانیں قربان کرنے کا موقع مل جائے۔ اس طرح بھلا یہ کہانی ختم کیسے ہوسکتی ہے؟اس کے پوتے زندہ ہیں اور وہ ایک بار پھر انہیں وطن کے لئے تیار کر رہی ہے۔ مجھ سے وعدہ کرو بچو کہ تم بھی اپنے وطن کی ہر طرح خدمت کروگے، اور اپنی جان قربان کرنے کے لیے تیار رہو گے۔"

عورت کا بیٹا بھی تھا۔ وہ بھی کسی سے پیچھے رہنا نہیں چاہتا تھا۔ تربیت لینے لگا۔ ایک دن اسے بھی پچھلے مورچوں پر بھیج دیا گیا۔ ماں نے اسے خوشی خوشی رخصت کیا۔ جب وہ جنگ میں حصّہ لینے کے لیے جارہا تھا تو اس کے بچے اس سے لپٹ کر رونے لگے۔ اس کی بیوی کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ جنگ پندرہ دن تک جاری رہی۔ پندرہواں دن شہر کے محاذ پر کچھ زیادہ ہی زور تھا۔ توپ کا ایک گولہ پچھلے مورچوں پر آگرا اور اس عورت کا بیٹا بھی شہید ہوگیا۔ اس کی لاش گھر لائی گئی تو بچے اس سے لپٹ کر رونے لگے۔ بیوی دھاڑیں مار مار کر رونے لگی۔ مگر ماں تھی جس کی آنکھ سے ایک آنسو بھی نہ نکل پایا۔ بس وہ لاش کو تکتی رہی۔

✍ملک کی حفاظت کرنا صرف فوجیوں کی ذمہ داری ہی نہیں بلکہ ہر ایک باشندے کا فرض بھی ہے۔ ایک وطن پرست باشندہ ہونے کے ناطے ہم اپنے ملک کے لیے کیا فرض نبھا سکتے ہیں؟

بچے نے ماں کی بات سن کر خاموشی اختیار کر لی اور کالج میں داخل ہوگیا۔ اب وہ پہلے سے بھی زیادہ محنت کرنے لگا۔ اس کی ماں بھی پہلے کی نسبت زیادہ گھروں میں کام کرنے لگی۔ کیوں کہ اب اسے بیٹے کی کالج کی فیس ادا کرنی پڑتی تھی اور اس کے دوسرے اخراجات بھی۔ کالج کی پڑھائی کے وقت بھی وہ ہر سال اچھے نمبروں سے پاس ہوتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرکے فارغ ہو گیا۔ اس لیے اسے فوراً ہی ایک سرکاری دفتر میں ملازمت مل گئی۔ جس دن اسے ملازمت ملی، وہ دوڑتا ہوا گھر میں داخل ہوا اور اپنی ماں سے لپٹ گیا اور اسے اٹھا کر چکر لگانے لگا:

''بس امّی جان! آج کے بعد آپ کسی کے گھر جاکر کام نہیں کریں گی۔''

''ٹھیک ہے بیٹا! اسی دن کے انتظار میں تو میری ساری جوانی گزر گئی۔ اب خدا کے فضل سے تم کسی قابل ہو گئے ہو تو مجھے دوسروں کے گھر کام کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اب تو میں اپنے بیٹے کے لیے چاند سی دلہن لاؤں گی۔''

ماں نے اسی دن سے بیٹے کے لیے رشتہ تلاش کرنا شروع کردیا۔ بہت جلد وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئی اور اس نے اپنے بیٹے کی شادی ایک خوب صورت لڑکی سے کرادی۔ شادی کے چھ سال بعد ملک کی سرحدوں پر جنگ چھڑ گئی۔ اس وقت تک اس کے بیٹے کے ہاں تین بچے پیدا ہوچکے تھے۔ دو لڑکے اور ایک لڑکی تھے۔ دشمن ملک نے اعلان کیے بغیر ہمارے ملک پر حملہ کیا تھا۔ اس لیے سب غصے میں آگئے۔ ہزاروں شہری جنگ کی تربیت لینے لگے ۔ ان میں اس

ماں کی خوشی کا یہ عالم تھا کہ اس دن دونوں خوشی کے مارے رات بھر سو نہ سکے۔ محلے والے دن بھر مبارک باد دینے آتے رہے۔ رات کو بیٹے نے پیار بھرے لہجے میں کہا۔ ”امیّ جان! اب میں آگے نہیں پڑھوں گا۔“ ماں اس کی بات سن کر چونک اٹھی! اس نے کہا۔

بیٹا! ”یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ اگر پڑھوگے نہیں تو بڑے آدمی کیسے بنوگے؟ ابھی تو تمھیں بہت پڑھنا ہے۔“

”لیکن امیّ جان! میں آپ کو دوسروں کے گھر کام کرتے نہیں دیکھ سکتا۔ اس لیے میں کوئی ملازمت ڈھونڈ لیتا ہوں۔“

”بیٹا! تم میری امیدوں پر پانی نہ پھیرو۔ اس خیال کو فوراً دل سے نکال دو۔ مجھے تمھاری اس بات سے بہت تکلیف پہنچی ہے۔ آئندہ ایسی بات نہ کہنا۔“

”دنیا کے ہر ماں باپ کا یہ خواب ہوتا ہے کہ ان کے بچے زندگی کے اونچے سے اونچے مقام پر پہنچ جائیں“۔ آپ کے ماں باپ کو بھی ایسے خواب ہوں گے... آپ بڑے ہو کر کیا بننا چاہتے ہیں؟

۱) سڑک پار کارنے کے لیے زیبرالائن (Zebra line) کا استعمال کریں۔

۲) ........................................................

۳) ........................................................

۴) ........................................................

۵) ........................................................

وہ بہت غریب آدمی تھا۔ اس کے مرنے کے بعد گھر میں کچھ بھی نہ تھا۔ آخراس عورت نے محلے کے گھروں میں کام کرنا شروع کردیا۔ لوگوں کے برتن دھوئے، کپڑے دھوئے، سلائی کا کام کیا اور اس طرح وہ اتنے پیسے کمانے کے قابل ہوگئی کہ اپنی اور اپنے بیٹے کی گزر بسر کر سکے۔ ان ہی حالات میں بچہ چھ سال کا ہوگیا تو اس نے اسے سکول میں داخل کرادیا۔ بچہ بہت ذہین تھا۔ کلاس میں اس نے نمایاں مقام حاصل کر لیا۔ پہلی جماعت میں اوّل آیا تو ماں کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا۔ بچہ دل لگا کر پڑھتا رہا۔ اس نے دن رات محنت کی۔ ہر سال جماعت میں اوّل آتا رہا۔ دراصل اسے اس بات کا بہت دکھ تھا کہ اس کی ماں کو لوگوں کے گھروں میں کام کرنا پڑتا ہے۔ وہ سوچا کرتا کہ وہ پڑھ لکھ کر ایک دن بڑا آدمی بنے گا اور اپنی ماں کی خدمت کرے گا۔ ساری عمر اسے کوئی کام نہ کرنے دے گا۔

دن گزرتے گئے۔ آخر اس نے دسویں جماعت کا امتحان پاس کر لیا۔ اس بار اس نے اتنی محنت کی کہ ماں فکرمند ہوگئی کہ کہیں وہ بیمار نہ ہوجائے۔ لیکن وہ محنت کرنے سے باز نہ آیا۔ نتیجہ نکلا تو اخبار کے پہلے صفحے پر اس کی تصویر چھپی۔ وہ ضلع بھر میں اوّل آیا تھا۔

دادی امّاں سونے سے پہلے سب بچوں کو کہانی سنایا کرتی تھیں۔ ہر روز رات کو ہم ان سے کہانی سنتے۔ ان کی کہانیاں بہت مزیدار ہوتیں۔ ہم انہیں مزے لے لے کر سنتے۔ اس رات بھی سارے بچے ان کے گرد جمع تھے۔

بچو! آپ نے نہ جانے کتنی کہانیاں سنی ہوں گی۔ آج میں جو کہانی سنانے والی ہوں، وہ ایک عورت اور اس کے بیٹے کی ہے۔

''بھلا یہ کیا کہانی ہوسکتی ہے دادی امّاں!'' ایک بچے نے حیران ہو کر کہا۔ دادی امّاں مسکرائیں اور پھر کہنے لگیں:

پہلے سن تو لو۔ ہاں تو اس عورت کا ایک چھوٹا سا بیٹا تھا۔ ابھی اس کی عمر چار سال کی تھی کہ اس عورت کا خاوند بس کے نیچے آکر مرگیا۔

✍ سڑک کے حفاظتی اصول کیا کیا ہیں؟

سبق: ۲

# دادی امّاں کی کہانی

دادی امّاں چارپائی پر بیٹھ کر بچوں کو کہانی سنا رہی تھی۔

وہ بڑھیا جسے بچے کہتے تھے نانی
وہ نانی کی باتوں میں پریوں کا ڈھیرا
بھلائے نہیں بھول سکتا ہے کوئی
وہ چھوٹی سی راتیں وہ لمبی کہانی

| گیان پیٹھ یافتہ اردو شعراء | | | | |
|---|---|---|---|---|
| | | 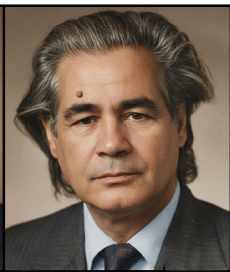 | 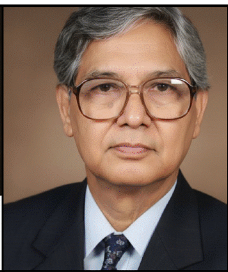 | 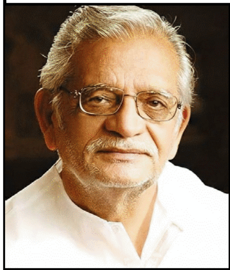 |
| فراؔق | قرۃ العین حیدر | علی سردار جعفری | شہرؔیار | گلزاؔر |

## سرگرمیاں

✍ کالم میں دیے گئے الفاظ کی مدد سے جملے بنائیے۔

| | |
|---|---|
| دوستی | دوستی زندگی کا ایک انمول رشتہ ہے۔ |
| ہمدردی | ................................... |
| سچائی | ................................... |
| شفقت | ................................... |
| رہنمائی | ................................... |

✍ آپ کے اسکول کے معذور طالبِ علم کی مدد کیسے کرسکتے ہیں؟

✍ رباعی کے بارے میں ایک مختصر نوٹ تیار کیجیے ۔

✍ اِن رباعیات کا مفہوم اپنے الفاظ میں لکھیے۔

✍ اپنی پسند کے کسی ایک رباعی گو شاعر کے بارے میں چند جملے لکھیے۔

✍ ہمدردی اور رحم دلی پر مبنی ایک رول پلے (Role Play) تیار کر کے پیش کیجیے۔

## حسرتؔ موہانی

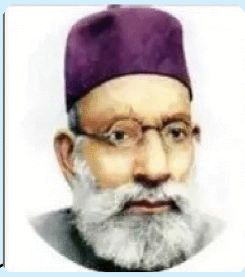

حسرتؔ موہانی کا اصل نام سیّد فضل الحسن تھا۔ وہ یوپی کے اناؤ کے موہان میں پیدا ہوئے ۔ وہ شاعر، عالم، اور سیاست دان تھے۔ اردوئے معلّیٰ کے نام ایک روزنامہ جاری کیا ۔ تحریکِ آزادی کے دوران حکومت ِ انگریز کے خلاف آواز اٹھائی۔ جنگِ آزادی میں گونج اٹھانے والا نعرہ 'انقلاب زندہ باد' انہیں کا کارنامہ ہے جو آج بھی لوگوں کے نوک زبان پر ہے۔ ''کلّیاتِ حسرت موہانی'' ان کا شعری مجموعہ ہے۔ وہ اپنی تخلیقات میں انقلاب اور عشق دونوں کو ایک ساتھ نبھائے۔ ان کا نام اردو شاعری اور آزاد ہند کی تاریخ میں سنہرے حرفوں میں لکھا گیا ہے ۔

## امجدؔ حیدر آبادی

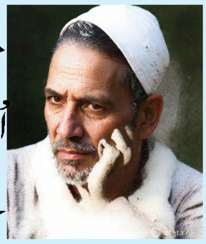

اردو کے مشہور و معروف رباعی گو شاعر امجدؔ حیدر آبادی یکم جنوری ۱۸۷۸ء میں حیدر آباد میں پیدا ہوئے۔ اُن کا اصل نام سید احمد حسین ہے اور امجدؔ ان کا تخلص ہے ۔ اردو ادب میں امجدؔ حیدر آبادی کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں، خصوصاً جب بات 'رباعی' کی ہو۔ انہیں بلا مبالغہ اردو کا عمرؔ خیام کہا جا سکتاہے۔ رباعی کے بے تاج بادشاہ امجدؔ اردو شاعری میں صنف رباعی کو اعلیٰ مقام بخشا۔ انہوں نے اس صنف کو فکرو فلسفے کا سمندر بنا دیا۔ امجدؔ حیدر آبادی نے رباعی کو اردو ادب کی ایک توانا صنف بنادیا۔ ان کا کلام آج بھی اخلاقی تربیت کے لیے ایک بہترین نمونہ ہے۔

# رباعی

رباعی اردو اصنافِ سخن میں ایک اہم صنف ہے ۔ یہ دو بیتی کے نام سے بھی مشہور ہے۔ اس کا پہلا دوسرا اور چوتھا مصرع ہم ردیف اور ہم قافیہ ہوتا ہے۔ ایسی رباعیات بھی لکھی گئی ہیں جن کے چاروں مصرعے ہم قافیہ اور ہم ردیف ہوتے ہیں۔ اس میں عام طور پر اخلاقی، اصلاحی، مذہبی اور فلسفیانہ مضامین پیش کیے جاتے ہیں۔ اصل میں رباعی سمندر کو کوزے میں بند کرنے کا فن ہے۔ انیسؔ، حالیؔ، اکبرؔ، امجدؔ، فراقؔ وغیرہ اہم رباعی گو شعراء ہیں۔

## سابقے

ع ہمدردی کا جذبہ ہی ایمان ہے

ع ہمدردی یہی ہے کہ امیر و مفلس

ان دونوں مصرعوں میں لفظ 'ہمدردی' کا استعمال ہوا ہے۔ یہاں 'دردی' سے پہلے لفظ ''ہم'' کا سابقہ لگا ہوا ہے۔ ایسے الفاظ کو سابقے کہتے ہیں۔ سابقے وہ حروف یا الفاظ ہیں جو کسی بھی بامعنی لفظ کے یا ساتھ مل کر نیا لفظ بناتے ہیں۔
مثلاً:- نڈر، خوش نصیب، نا انصافی

(۱)

دل میں ہو درد غیر تو انسان کہو
ورنہ خالی خول ہو، نادان کہو
ہمدردی کا جذبہ ہی ایمان ہے
جس میں نہ یہ ہو، اسے شیطان کہو

حسرت موہانی

(۲)

آنکھوں میں کسی کی جو نمی دیکھ لی
خاموش لبوں کی بے بسی دیکھ لی
ہمدردی یہی ہے کہ امیر و مفلس
اک درد میں سب کی زندگی دیکھ لی

امجد حیدر آبادی

سبق: ۱

# رباعیات

ہے لوگ وہی جہاں میں اچھے
آتے ہیں جو کام دوسروں کے
اقبالؔ

ہمدردی انسان کے دل کا سب سے پاکیزہ جذبہ ہے۔ یہ وہ احساس ہے جو ایک انسان کو دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونے کی طاقت دیتا ہے۔ ہمدردی صرف کسی کے آنسو پونچھنے کا نام نہیں بلکہ خلوص دل کے ساتھ دوسروں کی مدد کرنا ہے۔

یونٹ : I

# خوشی کی لہر


۱) رباعیات ۲۸

۲) دادی امّاں کی کہانی ۱۴

۳) بیٹی کے نام ۲۴

۴) قطعہ ۲۸

## یونٹ: III
## احساس کی خوشبو


| | | | |
|---|---|---|---|
| ۹) | آشا اور آنسو | نظم | ٦١ |
| ۱۰) | یہ یاد رکھنا چاہیے | تقریر | ٦٣ |
| ۱۱) | گلشنِ اردو | مضمون | ٦٧ |
| ۱۲) | غزل | غزل | ٧٦ |


## یونٹ: VI
## خواب کی تعمیر


| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱۳) | سرحدوں کا جال | آزاد نظم | ۸۱ |
| ۱۴) | سویرے کی سیر | انشائیہ | ۸۵ |
| ۱۵) | دہلی سے ٹوکیو تک | سفر نامہ | ۹۲ |
| ۱۶) | جنگلوں کا بھی ایک دستور ہے | نظم | ۱۰۰ |

# فہرست

## یونٹ : I
## خوشی کی لہر


| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱ | رباعیات | رباعی | ۹ |
| ۲) | دادی امّاں کی کہانی | افسانہ | ۱۴ |
| ۳) | بیٹی کے نام | خط | ۲۴ |
| ۴) | قطعہ | نظم | ۲۸ |


## یونٹ : II
## دل کی صدا


| | | | |
|---|---|---|---|
| ۵) | غزل | غزل | ۳۳ |
| ۶) | سرسیّد احمد خان | خاکہ | ۳۸ |
| ۷) | غالبؔ | ڈراما | ۳۴ |
| ۸) | یورپ ڈائریب | ڈائری | ۵۵ |

پیارے بچّو !

بڑی خوشی اور فخر کے ساتھ گیارہویں جماعت کی اردو اختیاری درسی کتاب آپ کے لیے پیش کرتا ہوں۔ یہ کتاب چار یونٹوں پر مشتمل ہے۔ خوبصورت غزل کے ساتھ ساتھ معنی آفرین رباعیاں، قطعہ، جواہر لال نہرو کا خط، مولانا ابوالکلام آزاد کی تقریر، مجتبیٰ حسین کا سفرنامہ وغیرہ بھی شامل ہیں۔

اس کتاب میں آپ کے اندر حبِ وطن، قومی یکجہتی، مذہبی رواداری، جنسی مساوات وغیرہ جذبوں کو ابھارنے اور آپ کی شخصیت کو سنوارنے کی تمام چیزیں موجود ہیں۔ اس کو ترتیب دینے میں ہندوستان کی مختلف یونیورسٹیوں اور کالجوں کے ماہرینِ تعلیم کی کاوشوں کا بھی بڑا دخل ہے۔

میری آرزو ہے کہ آپ اس کتاب سے خوب فائدہ اٹھائیں تاکہ آپ میں اردو زبان و ادب سے دلچسپی پیدا ہو سکے اور آپ کی زبانی صلاحیتوں میں خاطرخواہ اضافہ ممکن ہو۔

ڈاکٹر جیا پرکاش۔ آر۔ کے
ڈائریکٹر
ایس۔ سی۔ ای۔ آر۔ ٹی
کیرلا

# بھارت کا آئین

## تمہید

ہَم بھارت کے عوام متانت وسنجیدگی سے عزم کرتے ہیں کہ بھَارت کوایک مقتدرسماج وادی غیرمذہبی عوامی جمہوریہ بنائیں اور اس کے تمام شہریوں کے لیے حاصل کریں:

انصاف، سماجی، معاشی اور سیاسی،

آزادی خیال، اظہار، عقیدہ، دین اور عبادت،

مساوات بہ اعتبار حیثیت اور موقع،

اور ان سب میں

اخوت کو ترقی دیں جس سے فرد کی عظمت اور قوم کے اتحاد اور سالمیت کا تیقن ہو،

اپنی آئین ساز اسمبلی میں آج چھبیس نومبر، 1949ء کو یہ آئین ذریعہ ہذا اختیار کرتے ہیں، وضع کرتے ہیں اور اپنے آپ پر نافذ کرتے ہیں۔

# TEXT BOOK DEVELOPMENT COMMITTEE

## URDU (OPTIONAL) STD XI

**EXPERTS:**

| | |
|---|---|
| **Mr. N. Moideen Kutty** | Research Officer(Rtd.) SCERT, Thiruvananthapuram |
| **Dr. Aboobacker M C** | HSST in Urdu(HG), GVHSS Pullanur, Malappuram |
| **Dr. Shaik Apseer Basha** | Asso. Professor. NAM Collage Kallikkandy, Kannur |
| **Dr. Mohamed Saleem Pulsarakath** | Asso. Professor. Farook Collage, Kozhikode |

**PARTICIPANTS:**

| | |
|---|---|
| **Mrs. Sapna K,** | HSST in Urdu, GVHSS Pullanur, Malappuram |
| **Mrs Juvairiya Gouhar U** | HSST In Urdu, DI Sabha Girls HSS, Kannur |
| **Mr. Sakir Hussain P K** | HSST In Urdu, GRHSS Kottakkal, Malappuram |
| **Mr. Aboobacker K** | HSST in Urdu, GVHSS Omanoor, Malappuram |
| **Mr. Haris K P** | HSST in Urdu, MSM HSS Kallingalpparamba, Malappuram |

**TYPESETTINGS & LAYOUT:**

| | |
|---|---|
| **Mr. Mohamed Muneer P** | HSST in Urdu, EMEA HSS Kondotty, Malappuram |

**ACADEMIC CO-ORDINATOR:**
**Dr. A SAFEERUDEEN**
**Research Officer, SCERT, Kerala**

# قومی ترانہ

جن گن من ادِھ نایک جیہ ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
پنجاب، سندھ، گجرات، مراٹھا،
دراوڑ، اتکل، بنگا
وندھیہ، ہماچل، یمنا، گنگا،
اچھل جل دِھ ترنگا
توا شبھ نامے جاگے
تواشبھ آشش ماگے
گاہے تواجیہ گاتھا
جن گن منگل دایک جیہ ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
جیہ ہے، جیہ ہے، جیہ ہے،
جیہ جیہ جیہ جیہ ہے!

# عہد نامہ

ہندوستان میرا وطن ہے۔ تمام ہندوستانی میرے بھائی اور بہن ہیں۔ میں اپنے ملک سے محبت کرتا ہوں اور مجھے اس کے متنوع اور بیش بہا ورثے پر فخر ہے۔ میں ہمیشہ اس کے شایانِ شان بننے کی کوشش کروں گا۔ میں اپنے والدین، اساتذہ اور بزرگوں کا ادب کروں گا اور ہر ایک کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آؤں گا۔ میں اپنے ملک اور لوگوں سے عقیدت کا عہد کرتا ہوں، ان کی بھلائی اور خوش حالی میں میری خوشی مضمر ہے۔

Prepared by
State Council of Educational Research and Training (SCERT)
Poojappura, Thiruvananthapuram - 12, Kerala
E-mail : scertkerala@gmail.com

© Government of Kerala
DepartmentofEducation

ISBN 978-93-47213-69-4

# کیرلا ریڈر

# اردو - اختیاری

# گیارہویں جماعت

# Kerala Reader

# URDU - OPTIONAL

# Standard

# XI

GOVERNMENT OF KERALA
DEPARTMENT OF EDUCATION

Prepared by
State Council of Educational Research and Training (SCERT), Kerala
2026